



بلوچستان صوبائی اسمبلی کی کارروائی

اجلاس منعقدہ 23 جون 1996ء برطابق 6 صفر المظفر 1417 ہجری

نمبر شمار	فہرست	صفہ نمبر
۱۔	آغاز تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	۳
۲۔	وقتہ سوالات	۵
۳۔	رخصت کی درخواستیں	۸
۴۔	تحریک استحقاق نمبر ۱۹ منصب میر ظہور حسین کھوس	۹
۵۔	تحریک الزواء نمبر ۵ منصب نواب عبدالرحیم شاہ ہوائی (خلاف ضابط)	۱۲
۶۔	میر اشیٰ پر عام بحث	۱۸
۱۔	ا۔ ملک محمد سرور خان کا کڑ	
۲۔	ڈاکٹر کلیم اللہ خان	
۳۔	مسٹر ارجمند اس بگٹی	
۴۔	مولانا عبد الواسع	
۵۔	سردار سترام سکنے	

(الف)

عبد الوهيد بلوج 1- جناب امير

ارجن داس بگئی 2- جناب ذئب امیر

اختر حسين خاں 1- سکھنہ اسلامی

عبد الفتاح کھوہ 2- جوائیت سکھنہ شری (قانون)

(ب)

صوبائی کابینہ کے ارکان

۱۔ نواب ذوالفقار علی مگسی	پی بی ۲۶ جمل مگسی
۲۔ جام محمد یوسف	پی بی ۳۲ لسلیلہ
۳۔ شیخ جعفر خان مندو خیل	پی بی ۲۴ اژوب
۴۔ میر عبدالنبي جمالی	پی بی ۲۰ جعفر آباد
۵۔ ملک گل زمان کافنی	پی بی ۲ کوئٹہ II
۶۔ میر عبدالجید بن نبو	پی بی ۳۲ آواران
۷۔ ملک محمد شاہ مردانی	پی بی ۱۳ اژوب قلعہ سیف اللہ
۸۔ ڈاکٹر عبد المالک بلوج	حج و اقاف ذکوه
۹۔ مسٹر محمد ایوب بلیدی	پی بی ۷ تربت I
۱۰۔ مسٹر محمد اکرم بلوج	وزیر تعلیم
۱۱۔ مسٹر پکول علی بلوج	وزیر مال رائے سائز
۱۲۔ مسٹر عبدالحیمد خان اچکزئی	وزیر اطلاعات کمیل و شافت
۱۳۔ ڈاکٹر کلیم اللہ	وزیر ماہی گیری
۱۴۔ مسٹر عظیم اللہ بابت	وزیر آپاشی و ترقیات
۱۵۔ مسٹر عبد القید دوان	الیں اینڈھی اے ڈی و قانون
۱۶۔ سردار شاء اللہ زہری	وزیر جنگل خانہ جات
۱۷۔ مسیم اسرار اللہ زہری	وزیر جنگلات
۱۸۔ حاجی میر لشکری خان رئیسانی	وزیر بندیاں
۱۹۔ نوابزادہ گزین خان مری	وزیر داخلہ
۲۰۔ نوابزادہ چھپیز خان مری	مواصلات و تعمیرات
۲۱۔ میر خان محمد خان جمالی	وزیر خواک
۲۲۔ سردار نواب خان ترین	وزیر پیاوادا سما
۲۳۔ سردار محمد طاہر خان لوپی	وزیر صحت

(ج)

وزیر خاندان منصوبہ بندی مشیر وزیر اعلیٰ وزیر بے محکمہ اسٹریکل بلوچستان صوبائی اسمبلی وئی اسٹریکل بلوچستان صوبائی اسمبلی	پی بی ۱۲ ابار کھان پی بی ۳ کوئنہ III پی بی ۷ پشین II پی بی ۲ کوئنہ IV ہندوستانیت	۲۲۔ مسٹر طارق محمود کھیڑان ۲۵۔ مسٹر سعید احمد ہاشمی ۲۶۔ ملک محمد سردار خان کاکڑ ۲۷۔ عبد الوہید یوسفی ۲۸۔ ارجمند اس بگٹھی
---	--	--

ارکین اسمبلی

پی بی ۵ چاغی پی بی ۶ پشین I	۲۹۔ حاجی سعی و دست محمد
پی بی ۱۵ تلمح سیف اللہ پی بی ۱۹ اڈریہ بگٹھی	۳۰۔ مولانا سید عبدالباری
پی بی ۲۲ جعفر آباد ر نصیر آباد پی بی ۲۳ نصیر آباد	۳۱۔ مولانا عبد الواسع
پی بی ۲۵ بولان II پی بی ۷ مستونگ	۳۲۔ نوابزادہ سلیم اکبر بگٹھی
پی بی ۲۸ قلات ر مستونگ پی بی ۳۳ خضدار II	۳۳۔ میر ظہور حسین خان کھوس
پی بی ۳۳ خداون پی بی ۳۵ لسیلہ II	۳۴۔ مسٹر محمد صادق عربانی
پی بی ۳۰ گوادر عیسائی سکھ پارکی	۳۵۔ سردار میر چاکر خان ڈوکی
	۳۶۔ نواب عبد الرحیم شاہ ہوائی
	۳۷۔ مولانا محمد عطاء اللہ
	۳۸۔ مسٹر محمد اختر میٹگل
	۳۹۔ سردار محمد حسین
	۴۰۔ سردار محمد صالح خان بھوتانی
	۴۱۔ سید شیر جان
	۴۲۔ مسٹر شوکت ناز مج
	۴۳۔ مسٹر سڑام سنگھ

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 23 جون 1996ء بمقابلہ 6 صفر المطہر 1417ھ

(بروز اتوار)

زیر صدارت بحثاب عبد الوحدید طویج۔ اپنے

بوقت گیارہ بجکر میکس منٹ (قبل دوپہر) صوبائی اسمبلی ہال کوئے میں منعقد ہوا۔

خلافت قرآن پاک و ترجمہ

از

مولانا عبدالغیث اخندزادہ

آمُوذِ اللَّهُ عَوْتَ الشَّيْطَانَ الرَّجِيمَ - يَسِمُ اللَّهُ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ
إِنَّ الَّذِينَ قَاتَلُوا إِيمَانَ اللَّهِ ثُمَّ أَشْتَقَاهُمْ فَأَنَّهُمْ
خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَخْوَفُونَ ۝ ۱۰۷ ۱۰۸
أَصْنَابُ الْجَمَّةِ خَالِدُونَ فِيهَا بَعْرَاءٌ
بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝

ترجمہ : بے شک جن لوگوں نے کماکہ ہمارا رب اللہ ہی ہے اور ہم اسی کے بدلے ہیں اور پھر وہ اس پر مستحیم رہے۔ تو اسیں کوئی خوف و خطر نہیں۔ اور نہ ان کو رنج و غم ہو گا۔ وہ سب جنتی ہیں۔ اپنے اعمال کے بدلے میں وہ جنت ہی میں بیٹھ رہیں گے۔

وقة سوالات

جناب اسپیکر : جزاک اللہ امولانا عبد الواسع صاحب کا سوال نمبر 351 ہے
دربافت فرمائیں۔

351-X-مولانا عبد الواسع : کیا وزیر ملازمتھاء و امور انتظامیہ ازراہ کرم

محلی فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 1992ء تا 30 دسمبر 1995ء کے دوران ملکہ ایں،
اپنے بھی اے، ذی نئے ملکہ حکموں کی گائزیاں نیلام کرائی ہیں؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ نیلام کردہ گائزیوں کے نمبر،
چھسیں، ماول، قیمت اور ان گائزیوں کو حاصل کردہ افراد کے ناموں کی تفصیل وی
جائے۔

ڈاکٹر کلیم اللہ خان :

وزیر ملازمتھاء و امور انتظامیہ :

(الف) مالی سال 1992ء تا 30 دسمبر 1995ء کے دوران ملکہ بڑا نے جو گائزیاں نیلام
کرائی ہیں ان میں محلہ صنعت حکومت بلوچستان اور محلہ زراعت حکومت بلوچستان کی
اپنے اپنے گاؤں شامل ہے جو کہ ان علیحدے جات نے 1987ء میں وفاقی حکومت کی پالیسی
کے مطابق محلہ بڑا کے حوالے کی تھی۔ اور ان کی نیلامی محلہ بڑا کے ذریعے ہی ہوئی
چاہئے۔

نمبر نمبر گاؤں نمبر	مسنونہ	ماول	محکمہ	قیمت فردیت	حاصل کردہ افراد
۱۹۸۲	QAC ۰۳۷۶	۰۵۰۸۰	۰۵۰۸۰	۰۵۰۸۰	۰۵۰۸۰
۱۹۸۳	QAC ۰۳۷۷	۰۵۰۸۰	۰۵۰۸۰	۰۵۰۸۰	۰۵۰۸۰
۱۹۸۴	QAC ۰۳۷۸	۰۵۰۸۰	۰۵۰۸۰	۰۵۰۸۰	۰۵۰۸۰
۱۹۸۵	QAC ۰۳۷۹	۰۵۰۸۰	۰۵۰۸۰	۰۵۰۸۰	۰۵۰۸۰
۱۹۸۶	QAC ۰۳۷۰	۰۵۰۸۰	۰۵۰۸۰	۰۵۰۸۰	۰۵۰۸۰
۱۹۸۷	QAC ۰۳۷۱	۰۵۰۸۰	۰۵۰۸۰	۰۵۰۸۰	۰۵۰۸۰
۱۹۸۸	QAC ۰۳۷۲	۰۵۰۸۰	۰۵۰۸۰	۰۵۰۸۰	۰۵۰۸۰
۱۹۸۹	QAC ۰۳۷۳	۰۵۰۸۰	۰۵۰۸۰	۰۵۰۸۰	۰۵۰۸۰
۱۹۹۰	QAC ۰۳۷۴	۰۵۰۸۰	۰۵۰۸۰	۰۵۰۸۰	۰۵۰۸۰
۱۹۹۱	QAC ۰۳۷۵	۰۵۰۸۰	۰۵۰۸۰	۰۵۰۸۰	۰۵۰۸۰
۱۹۹۲	QAC ۰۳۷۶	۰۵۰۸۰	۰۵۰۸۰	۰۵۰۸۰	۰۵۰۸۰
۱۹۹۳	QAC ۰۳۷۷	۰۵۰۸۰	۰۵۰۸۰	۰۵۰۸۰	۰۵۰۸۰
۱۹۹۴	QAC ۰۳۷۸	۰۵۰۸۰	۰۵۰۸۰	۰۵۰۸۰	۰۵۰۸۰
۱۹۹۵	QAC ۰۳۷۹	۰۵۰۸۰	۰۵۰۸۰	۰۵۰۸۰	۰۵۰۸۰

(کرونا)

۱۹۸۷	۰۵۰۸۰	QAC ۰۳۷۶	۰۵۰۸۰	۰۵۰۸۰
۱۹۸۸	۰۵۰۸۰	QAC ۰۳۷۷	۰۵۰۸۰	۰۵۰۸۰
۱۹۸۹	۰۵۰۸۰	QAC ۰۳۷۸	۰۵۰۸۰	۰۵۰۸۰
۱۹۹۰	۰۵۰۸۰	QAC ۰۳۷۹	۰۵۰۸۰	۰۵۰۸۰
۱۹۹۱	۰۵۰۸۰	QAC ۰۳۷۱	۰۵۰۸۰	۰۵۰۸۰
۱۹۹۲	۰۵۰۸۰	QAC ۰۳۷۲	۰۵۰۸۰	۰۵۰۸۰
۱۹۹۳	۰۵۰۸۰	QAC ۰۳۷۳	۰۵۰۸۰	۰۵۰۸۰
۱۹۹۴	۰۵۰۸۰	QAC ۰۳۷۴	۰۵۰۸۰	۰۵۰۸۰

جناب اپنیکر : مولانا عبدالواسع صاحب سوال نمبر 351 کا ضمنی دریافت فرمائیں۔

ڈاکٹر حکیم اللہ خان : جناب والا جواب تفصیل سے موجود ہے۔
وزیر ایمن۔ اینڈ۔ جی۔ اے۔ ذی : مولانا صاحب کوئی ضمنی سوال ہوتا دریافت فرمائیں۔

مولانا عبدالواسع : جناب والا جواب میں لکھا گیا ہے کہ ابھی تک دو گاڑیاں ملکہ زراعت۔ اور معدنیات کی۔ تو ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی ہے کہ جب ہم اپنے علاقے میں این اینڈ جی اے ذی کی گاڑیاں دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے یہ نیلائی میں خریدیں ہیں اور یہاں صرف جواب میں لکھا ہے کہ دو گاڑیاں نیلام ہوئی ہیں تو جناب یہ غلط بیانی ہے۔ ملکہ نے صحیح جواب نہیں دیا ہے۔ آپ انہیں کہیں درست جواب دے دیں۔

جناب اپنیکر : مولانا صاحب آپ اس کے لئے آپ سنکے پاس کوئی ثبوت ہے۔

مولانا عبدالواسع : جناب ہم کو نمبروں کا پڑھے ہے اور جب ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ یہ گاڑیاں ہم نے سکریٹریٹ سے نیلام میں خریدی ہیں۔ اور یہاں کہتے ہیں کہ ہم نے کوئی گاڑیاں نیلام نہیں کی ہیں ہم نے اس کے لئے نمبر پیش کر دوا ہے۔ مولانا عبد الباری صاحب نے بھی نمبر پیش کئے ہیں اور میں نے بھی نمبر پیش کر دیا ہے۔

جناب اپنیکر : نہیں مولانا صاحب وہ تو کہہ رہے تھے کہ ان کے پارٹی کے استعمال میں ہیں۔

مولانا عبد الواسع : جناب والا ہمارے علاقے میں اس پارٹی کے رکن کے پاس دو دو گاڑیاں ہوتی ہیں جب ہم ان سے پوچھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ ہم نے نیلام سے خریدی ہیں۔ کیون غلط جواب دیا ہے؟

ڈاکٹر کلیم اللہ (وزیر) : جناب مولانا صاحب کو پڑھنیں ہے ہر سال لاث کے حساب سے ایسی اینڈجی اے ذی کی گاڑیاں نیلام ہوتی ہیں۔ مولانا صاحب نے دوسرے محکموں کا پوچھا ہے دوسرے مجھے کی تفصیل مانگی ہے ہم نے دی ہے ہمارے مجھے کی گاڑیاں میں پنجیں نیلام ہوتی رہتی ہیں۔

مولانا عبد الواسع : جناب ہم نے اسی مجھے میں ساتھ ساتھ دوسرے محکموں کا بھی پوچھا ہے۔

جناب اسپیکر : آپ ایسی اینڈجی اے ذی کے حوالہ سے دوسرا سوال پنج دین وہ جواب دے دیں گے۔

مولانا عبد الباری : جناب والا یہاں مجھے زراعت کی گاڑی کا لکھا ہوا ہے گاڑی کی اصل قیمت کیا تھی اور انہوں نے کتنے میں نیلام کی ہے۔ اصل قیمت کتنی تھی۔

ڈاکٹر کلیم اللہ (وزیر) : مولانا صاحب گاڑی پانچ دس سال چلنے کے بعد اس کی اصل قیمت کیا ہوتی ہے۔ میکنیکل لوگ معلوم کرتے ہیں کہ اتنی میں گاڑی بک جائے گی۔ پرانی گاڑی کی قیمت لکھی ہوئی ہے۔ کوئی اہکسٹنٹ شدہ ہوتی ہے۔ مجھے والے بتادیتے ہیں کم از کم اتنے میں یہ گاڑی بچتا ہے اور اس سے زیادہ پیسے آجائیں تو تھیک ہے اکٹھا اوقات کئی گناہ زیادہ قیمت پر بک جاتی ہے۔

جناب اسپیکر : سوال نمبر 386 سردار سترام سنگھ ڈوکی صاحب کا ہے کوئی ضمنی ہو تو سردار صاحب دریافت فرمائیں۔

X-386۔ سردار سترام سنگھ ڈوکی : کیا وزیر ملازمتہا و امور انتظامیہ از رلو کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 1988ء سے لے کر اب تک تقریباً تمام ڈاکٹروں میکنیکل شبہ جات میں آسامیاں نہ ہونے کی وجہ سے ہزاروں ڈاکٹری یافتہ گان بیروزگار ہیں اور ان کی تعداد میں ہر سال اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گزشتہ تین چار سالوں سے حکومت نے کسی شبہ میں کوئی نئی آسامیاں تحقیق نہیں کی ہیں۔

(ج) اگر جزو (الف و ب) کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی کیا وجہ ہے نہ ان بیروزگاروں کی شبہ اور ڈویژن دار تفصیل دی جائے کیا حکومت ان بیروزگاروں کو روزگار سپاکرنے کے سلسلے میں کوئی فوری اقدام اخنانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو جہہ تلاشی جائے۔

وزیر ملازمتہا و امور انتظامیہ : سوال پڑا کہ جواب انتظامی سمجھے جاتے ہے موصول نہیں ہو سکا ہے لہذا اسکو اجلاس کے لئے موخر کر دیا جائے۔

جناب امیرکر : سوال نمبر 386 کا کوئی معنی سوال ہے تو سردار سترام سنگھ صاحب دریافت فرمائیں۔

ڈاکٹر عظیم اللہ (وزیر) : جناب یہ لہاچوڑا سوال ہے۔ اس کا جواب ہمیں کچھ مختلف تکمیل ہے نہیں ملا ہے۔ میں گزارش کرتا ہوں کہ اسے اسکے اجلاس تک موخر کیا جائے۔

جناب امیرکر : سوال نمبر 386 کو اگلے اجلاس تک موخر کیا جاتا ہے۔
(رخصت کی درخواستیں)

جناب امیرکر : سیکریٹری اسٹولی پر میں گے۔

اختر حسین خاں (سیکریٹری اسمبلی) : سردار نواب خاں تین صوبائی وزیرے آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اپیکر : سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست کو منظور کیا جائے۔
(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی : عبدالحید خان اچھز کی صوبائی وزیر نے ذاتی مصروفیات کی نئی پر آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اپیکر : سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست کو منظور کی جائے۔
(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی : میر اسرار اللہ زہری صوبائی وزیر نے سرکاری دورے پر جانے کی نہاء پر آج 23 جون 1969ء سے 27 جون تک اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اپیکر : سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست کو منظور کیا جائے۔
(رخصت منظور کی گئی)

جناب اپیکر : تحریک اتحاد نمبر 19 میر ظہور حسین خان کھوسہ صاحب پیش کریں۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ : جناب اپیکر میں آپ کی اجازت سے ایک فوری اہمیت کے حامل تحریک اتحاد پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

واقعہ یہ ہے کہ مورخہ 19 مئی 1969ء کے اسمبلی اجلاس میں مشترکہ تحریک التواء نمبر 2 کے ہواب میں جناب وزیر اعلیٰ بلوچستان نے ڈیرہ بگٹی شرسرے کفواٹھانے سے متعلق واضح الفاظ میں یہ اعلان فرمایا تھا۔ ”یہ کہ ڈیرہ بگٹی میں جو کریوں لگا ہوا ہے وہ آب

رات دس بجے سے لے کر صحیح پانچ بجے تک ہے اور دو تین روز میں رات بارہ بجے سے
لے کر صحیح پانچ بجے تک کر دیا جائے گا۔ اور اثناء اللہ ایک ہفتے کے اندر ہم کرفو ختم کر
دیں گے۔"

ان کی ایوان کے اندر اس یقین وہی کے باوجود ایک ماہ گزر جانے پر بھی ذیرہ بھی
شہر میں کرفو کا بفاز جون کا تون موجود ہے۔ یہ معاملہ سراسر صوبائی اسمبلی کے اراکین کا
مجموعی طور پر استحقاق معمول ہونے کے مترادف ہے۔ لہذا اس اہم مسئلے پر بحث کرنے
کے لئے اسمبلی کی کارروائی روک کر بحث کی جائے۔ جناب اپنیکر۔ تحریک استحقاق نمبر
19 پیش ہوئی جناب ظہور حسین خان صاحب آپ اس کی ایڈی میر بھٹی پر بات کریں مختصر۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ : جناب اپنیکر صاحب پچھلی اسمبلی اجلاس کے
دوران میں تحریک التواع پیش ہوئی تھی جناب نوابزادہ سلیم اکبر بھٹی کی طرف سے اور
ارجن داس بھٹی کی طرف سے ذیرہ بھی میں کرفو سے متعلق جو پاکستان کا طویل ترین
کرفو ہے جو تقریباً "چار ماہ سے متواتر وہاں پر لگا ہوا ہے۔ اور وہاں پر ہر قسم کا کاروبار
ڈھپ ہے تو اس تحریک کے جواب میں آزادیل چیف منٹر نے اس وقت ہی کیا تھا ایک
دو روز میں ہارہ سے پانچ بجے صحیح تک کر دیا جائے گا اور اسے کے بعد ایک ہفتہ کے اندر
اس کو ختم کر دیا جائے گا لیکن ایک ماہ گزرنے کے باوجود وہاں پر کرفو موجود ہے۔ وہاں
پر رات کو کوئی بیماری کی حالت میں ہوت کوئی ایم جنسی کی حالت میں ہو۔ کوئی اپنی
ملازمت کی حالت میں ہو اور کسی کو باہر سے آنا جانا ہو وہ کسی کو نہیں چھوڑتے ہیں وہاں
پر بر ایڈیف سی کے جیمن ہیں اور بھی بڑھاتے جا رہے ہیں لوگوں کو بہت زیادہ تکالیف
ہیں۔ اور حال ہی میں ہماری پارٹی کی طرف سے ایک اسٹینکٹ اخبار میں آیا ہے تو پھر
کمشنزسپی نے یہ جواب دیا کہ کرفو 26 مئی کو لفٹ ہو چکا ہے جبکہ جناب اپنیکر صاحب
اسی اجلاس کے دوران 30 مئی کو ہمارے محضم ارجمن داس صاحب نے ایک پوائنٹ
آف آرڈر پر اٹھ کر یہ سوال کیا تھا کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ ایک

ہفت کے اندر کرنو ختم کر دیا جائے گا۔ لیکن کرنو ختم نہیں ہوا اگر جناب کی اجازت ہوتی تو
میں وہ پڑھ کر سناؤں جو وہ پوائنٹ آف آرڈر پر اٹھے تھے کہ یہ ہے 29 مئی 1996ء کا
اقتباس ارجمن داس بگٹی۔ جناب آپ کی اجازت سے یہ ان کا پوائنٹ آف
ایکسپلیشن تھا۔ اس کے بعد عبدالنبي جمالی بولیں گے۔ اگر آپ کی اجازت ہوں۔
چونکہ چیف منٹر صاحب بھی اسلام آباد جا رہے ہیں اس فورم پر ایک تحریک التواء لائی
گئی تھی تو ابزادہ سلیم اکبر بگٹی اور میری طرف سے ذیرہ بگٹی کے کرنو کے سلسلہ میں
میرے نوٹس میں ہے اور ہمیں معلوم ہے وہ کرنو رات کے دس بجے سے لے کر صبح دس
بجے تک چل رہا ہے اس سلسلہ میں قائد ایوان صاحب نے جیسے ایشورنس دی تھی کے
جلد کرنو اٹھایا جائے گا۔ تو میں قائد ایوان سے وضاحت چاہوں گا۔ اس وقت ارجمن
داس صاحب نے وضاحت چاہی تھی لیکن اس فور پر کوئی وضاحت نہیں ملی تھی۔ تو اس
کا مطلب ہے کہ 26 تاریخ کو جو کشنز صاحب نے نولینکھن کا اخبار میں بیان دیا ہے
کہ کرنو ختم ہو چکا ہے وچھے ماہ سے یہ غلط ہے جبکہ اسی اسمبلی کے فور پر ارجمن داس
صاحب نے 30 جون کو جو پوائنٹ اٹھایا تھا جس کا کوئی جواب اسمبلی کے فور پر نہیں آیا
کہ اسے اٹھایا گیا ہے یا نہیں تو لذتا اپنیکر صاحب میں یہی گزارش کروں گا کہ اس
ایوان کا اور اسمبلی کے ارکین کا استحقاق محروم ہوا ہے اس پر بحث کی اجازت دی
جائے یا اسے استحقاق کمیٹی کیا جائے۔ یا بحث کی اجازت دی جائے۔

جناب اپنیکر، ٹریوری بھجز، جناب نواب مگسی صاحب

قائد ایوان : جناب اپنیکر 26 مئی کو نولینکھن ایشور ہو گیا تھا کیونکہ 19 مئی کو
یہ مسئلہ اٹھا تھا کرنو کے بارے میں ذیرہ بگٹی میں اور 26 مئی کو کرنو لفت کیا گیا تھا۔
میرے خیال میں ظہور حسین خان کھوسہ 144 کو بھی کرنو سمجھتے ہیں اس کی میں ان کے
لئے وضاحت کیسے کروں۔ رات کے وقت اسلو کی وجہ سے اور وہاں پر جو حالات ہیں
اس وقت ذیرہ بگٹی میں ایف سی وہاں چینگنگ کرتی ہے کہ لوگ اسلو اٹھا کر رات کو نہ

گھو میں وہ جو چینگ ہو رہی ہے اس کو یہ کفو سمجھتے ہیں 26 مئی کا گورنمنٹ کا نوٹیفیکیشن ایشو ہو چکا ہے کہ کفو ذیرہ بگٹی سے لفت ہو چکا ہے اگر کھوس صاحب یہ سمجھتے ہیں کہ ہم 144 سیکشن بھی لفت کریں تو ہماری حکومت کو کوئی اعتراض اس پر نہیں ہے۔ لیکن سیکشن 144 لفت کرنے کے بعد ہم صرف اس شخص کو اس بات کی اجازت دیں گے جس کے پاس اسلہ لا تنس ہو گا۔ اور وہ اپنا اسلہ اخواستے گا کیونکہ جو حالات ہیں وہاں پر اگر ہم وہاں پر کھلی چھٹی دے دیں تو وہاں پر تصادم کا خطرہ ہے تو خواہ نزاہ بے گناہ لوگ میں گے لڑائی فساد اور جھگڑا ہو گا جہاں تک کفو کا سوال ہے 26 مئی کو نوٹیفیکیشن ہم نے جاری کیا تھا اور 19 مئی کو ہم نے یہ کہا تھا کہ کفو ایک ہفتے کے اندر لفت کریں گے۔ وہ ہم نے لفت کر دیا ہے۔

نواب زادہ سلیم خان اکبر بگٹی : جناب والا پوائنٹ آف آرڈر ہم 144 کے متعلق ذکر نہیں کر رہے ہیں اس میں ہم کفو کی بات کر رہے ہیں۔ کیونکہ کمشنر یا ذی سی غلط جھوٹی رپورٹ چیف منڈر کو بھیتے ہیں۔ تو چیف منڈر صاحب بھی مجبوراً اسیلی میں غلط بیانی سے کام لیتے ہیں۔ عملاً "آج بھی وہاں کفو لگا ہوا ہے رات کے عہاں پر کسی کو بھی نہیں آنے دیتے ہیں نہ جانے دیتے ہیں۔ دن کو سیکشن 144 کا سوال ہے تو وہ ہر جگہ میں لگا ہوا ہے کوئی میں سالوں سے لگا ہوا ہے یہاں پر جتنی نہیں ہے اور کسی کے بیوی بچوں کو تو نیک نہیں کیا جاتا ہے آج بھی وہاں عملاً "کفو لگا ہوا ہے آپ سب صاحبان کو۔ اپنیکر صاحب، چیف منڈر صاحب اور تمام ممبران صاحب کو دعوت دیتا ہوں خود آگر ذیرہ بگٹی میں خود دیکھ لیں کہ کفو ہے یا نہیں۔

جناب اسپیکر : جناب قائد ایوان

قائد ایوان : جناب اسپیکر میرے خیال میں یہ Suggestion بڑی اچھی ہے ایک کمیٹی آپ ممبران صاحبان کی تکمیل دے دیں اور وہ ذیرہ بگٹی چلے جائیں اور وہ خود انسپکٹ کر لیں۔

جناب اسپیکر : جہاں تک قائد ایوان کی امکانیوں اور تحریک اتحادیق کے پارے میں گورنمنٹ نے جو رپورٹ دی ہے اسیلی سیکریٹری کو اس کے تناظر میں میں اپنی روونگ رہتا ہوں کہ ذیرہ بھلی ناؤن ایریا سے ٹالا "کرفو جناب وزیر اعلیٰ صاحب بلوجستان کی ۱۹ مئی کو ایوان میں دیئے گئے بیان کے مطابق مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۹۶ء کو ذپنی کمشنڈرہ بھلی کے حکم نامہ نمبر ۳۵-۶۲۷ لی ایس ۱۷ مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۹۶ء کو اٹھایا گیا ہے جہاں تک شرمن چیک پوسٹوں کا تعلق ہے۔ ان کا کرفو سے کوئی تعلق نہیں ہے لہذا میں تحریک اتحادیق کو قادہ نمبر ۵۷ کے زیلی قادہ نمبر ۲ اور ۳ کے تحت خلاف شابط قرار دیتا ہوں۔ اور جہاں تک کمیٹی کا تعلق ہے۔ اس کے لئے جیسے قائد ایوان نے کہا کہ انہیں کوئی اعتراض نہیں ہے اگر اس پر عرض اور ان کی جماعت agree کرتی ہے۔

میر ظہور حسین خان کھوسمہ : جناب والا ہم یہی چاہتے ہیں کہ اسیلی کے اراکین پر مشتمل ایک کمیٹی بنائے جائے اور وہ خود ذیرہ بھلی جا کر اور وہ ٹریشوری پیش سے اور اپریشن ہجوم کے ساتھ من کر دہاں جا کر ملاحتہ کریں دن کو بھی اور رات کو بھی۔ تاکہ اس کی پوری طرح حقیقت حال یہاں پر معلوم ہو سکے۔ اور جیسا کہ چیف منٹر صاحب نے پیش دہانی کروائی ہے۔

جناب اسپیکر : کمیٹی کے اراکین کے نام
نواب زارہ سلیم اکبر بھلی : جناب والا یہ چہ دن والی پیش دہانی تو نہیں ہے کتنے دنوں میں کمیٹی والوں کو بھیجن گے اور کمیٹی والے جائیں گے۔

جناب قائد ایوان : جناب اسپیکر صاحب یہ تو آپ کی صوابیدہ پر ہے جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ آپ کمیٹی تکمیل دیں اور اس کو بھجوادیں۔

جناب اکبر بھلی : تکمیل دی جائے گی اور اس کے میران کا اعلان بعد میں کیا جائے گا۔

جناب اسپیکر : تحریک التواء نمبر ۵ نواب عبدالرحیم شاہوں پیش کریں۔

نواب عبدالرحیم شاہوں : جناب اسپیکر میں مندرجہ ذیل تحریک التواء پیش کرتا ہوں۔

☆ وزیر اعلیٰ بلوچستان، صوبائی وزیر خزانہ بلوچستان کے حکم مورخہ ۹۶-۵-۲۱ کے مطابق گرین گرین نمبر ۷ ملازمین و رہنمائی بھرپور پابندی لگ چکا ہے اس نوٹیفیکیشن سے تمام غریب لوگوں کو ناقابلٰ حلافی نقصان پہنچا ہے تمام کارروائی روک کر اس مسئلہ پر بحث کی جائے۔

☆ اس سلسلہ میں نوٹیفیکیشن کے خلاف لیبر فیڈریشن مورخہ ۹۶-۷-۷ کو صوبائی سکریٹریٹ میں مظاہر کرنا چاہتا ہے جس سے ناخوشگوار و اقتات جنم لے سکتے ہیں یہ انتہائی عجین تم کامیل ہے۔ جس کا تدارک فوری طور پر اشد ضروری ہے۔

جناب اسپیکر : تحریک التواء نمبر ۵ پیش ہوئی۔ نواب عبدالرحیم شاہوں صاحب اس پر مختصریات کریں۔

نواب عبدالرحیم شاہوں : جناب والا! میری آپ سے اور ایوان سے پکارش یہ ہے کہ منگائی اور غربت نے لوگوں کے دم کو توڑا ہے تھوڑی سی اگر جان باقی ہے تو ایسے اقدامات سے اسے بھی ختم کر دے گی۔ اور پر سے بحث کے ظالمانہ نفاذ نے اس کو کھوکھلا کر دیا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اگر ہمارے ملک کے غریب امیر نہیں ہو اتنا تو ہو سکے اس کو بیٹھ کر روٹی تو میر ہوا بتا تو ہو سکے اس کے پھوپھو کی پروردش ہو سکے ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ ملازم محنت کش اور مزدور یعنی تو لوگ ہے جن پر یہ سارا نظام اور سسٹم چلتا ہے ملازم کی وجہ سے آپ کے دفاتر اور سکریٹریٹ چلتے ہیں مزدوروں کی وجہ سے آپ کی تعیرات ہوتی ہیں۔ کسان بھی مزدور ہے اگر ان کے روزی پر اس طرح لات مارا جائے اور اگر اس کے درہ کو بے روزگار کیا جائے۔ اور اس بے روزگاری کے ذریعے میں سمجھتا ہوں یہ انتہائی ظلم اور ظالمانہ احکامات ہوں گے ہم چاہتے ہیں کہ

اگر کوئی غریب ہے اس کی مدد کی جائے اس کے لئے روزگار کے موقع فراہم کئے جائیں اور کوئی کارخانہ اس قسم کی چیزیں میا کی جائے تاکہ ان کو کام میر آسکے۔ ملازمت نہیں مل رہی۔ روزگار نہیں ملتا یہاں تک کہ تغیری کا کام بھی لوگوں کو نہیں مل رہا ہے۔ درپدر پھرتے ہیں چوریاں ہوتی ہیں اس سے دوسرے غلط قسم کے واقعات پیدا ہوتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم لوگ یا ہماری حکومت اس بات کو نہیں سمجھتی ہے کہ اس قسم کے احکامات سے کیا نقصانات ہوتے ہیں اور لوگوں کو کیا ہمکالیف پیش آتی ہیں میں چاہتا ہوں کہ حربانی کر کے اس حکم کو ختم کیا جائے جو ۳۱-۵-۹۶ کو ہوا ہے اس کو منسوخ کرے اور ان غریبوں پر رحم فرمائیں۔

جناب اسپیکر : ٹریوری ہنجز - وزیر خزانہ

شیخ جعفر خان مندو خیل (وزیر خزانہ) : بسم اللہ الرحمن الرحيم

جناب والا! نواب صاحب کے اس تحریک التواء کا ذکر کیا ہے اور تفصیل دی ہے اس وقت بلوجستان میں ایک لاکھ چھوٹیں ہزار کے قریب ملازمن ہیں جو کہ صرف تنخوا ہوں کی مدد میں کافی بجٹ جاتا ہے اور یہاں کی آبادی اسی لاکھ ہے اس میں سے ایک لاکھ چھوٹیں ہزار ملازمن ہیں تنخوا ہوں کی مدد میں ہمارے چھ سو کروڑ روپے سے زیادہ جا رہے ہیں۔ پیش کی مدد سے ہمارے بجٹ میں ۷۱ کروڑ روپے ہے۔ اور ان کے میثاقیں پر دو سو کروڑ اس پر چلے جاتے ہیں۔ آج اگر دیکھا جائے تو ہمارا ٹوٹیں بجٹ ہی یہ ایک لاکھ چھوٹیں ہزار ملازمن پر صرف ہو رہا ہے۔ سولہس بجٹ جو ہم نے سو کروڑ کا پرواہنہ کیا ہے جس کا بجٹ میں میں نے ذکر کیا ہے کہ ہمارے پاس سو کروڑ سولہس ہے۔ اور اس وقت بلوجستان حکومت مالی لحاظ سے اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ موجودہ ملازمن کو ہم تنخوا دے سکیں۔ ہم سمجھتے ہیں کسی کو روزگار حکومت فراہم کرے تو بت اچھی بات ہے کسی کے گھر کا چولما جلے گا مگر یہ بات ہے کہ کہہ سے دیں پہنچے گماں سے لائیں فیڈرل حکومت نے ہم کو انکار کر دیا ہے کہ ہم مزید آپ کو کچھ نہیں دے سکتے ہیں۔ این

ایف سی ایوارڈ وغیرہ نہیں ہو رہا ہے اس پوزیشن میں ہم موجود ملازمین کو تنخوا ہیں دینے کے قابل بھی نہیں ہیں۔ پھر ایک اور رجحان چلا پہلے سال ہم نے پشن کی مدین تنس کروڑ روپے رکھے ہوئے تھے اور تنس جون تک پتہ چلا کہ 71 کروڑ روپے خرچ ہو گئے۔ یہ پتہ چلا کہ لوگ ریٹائرمنٹ لے لیتے ہیں وہ کمیشن جو کہ پشن کے مدین ہوتا ہے اور اس مدین چالیس کروڑ روپے زیادہ ادا کر رکھے ہیں۔ ایک ریٹائرڈ یہ ہوا کہ جب باپ ریٹائرمنٹ لیتا ہے تو اس کا پیٹا اس کی جگہ ملازمت لے لیتا ہے یعنی کہ گورنمنٹ کو دو طرف سے ایک تو تنخوا جاتی ہے دوسرا یہ کمیشن۔ ہم کس طرف سے لا کیں۔ اگر اس ٹریڈ کی روک تھام نہیں کرتے تو اگلے سال اور پڑھے گا۔ اور قانونی طور پر ہم پابند ہیں اگر کوئی ریٹائرمنٹ لیتا ہے تو ہمیں دینی ہوتی ہے۔ اگر اگلے سال ڈیزی کروڑ ہو گئے یا زیادہ تو ہم کہاں سے لا کیں گے۔ ہمارے پاس کوئی اور ذریعہ نہیں مالی پوزیشن آپ کے ساتھ ہے۔ آج بھی اس ملک میں منگائی جو دسری حالت ہے وہ کسی سے چھپنی نہیں ہے اس چیز کی میں بھی تصدیق کرتا ہوں کہ اس وقت غریب ہو ہے مر رہا ہے وہ بھی رہا ہے ملک میں ہر تالیں ہیں۔ اور ہنگے ہیں وہ اسی غربت کی بیاناد پر ہیں لازماً۔ چھریاں بھی ہوں گی دسری براہیاں بھی ہوں گی ہمارے پاس جو پوزیشن ہے وہ نکاہر ہے ہم تو انکا اسی لاکھ آبادی میں سے پونے ایک لاکھ آبادی کو ہم ایک ارب روپے دے رہے ہیں اور ہذا تام بجٹ نان ڈولپمنٹ میں چلا جاتا ہے یعنی اپوزیشن کی تقریبیں آئی ہیں اور کہ رہے ہیں کہ آپ نان ڈولپمنٹ کو کم کرو دیں۔ آپ کس طرح سے پھوڑ سکتے ہیں پشن بھی دیں پھر ان کے بیٹوں کو بھی لگائیں اور ان کے پتوں کو بھی لگائیں پھر بھرتیاں بعض علاقوں میں الی ناروا ہوئیں جو سمجھ نہیں آتی ہیں اپ رود گینگ دیکھیں کوئی سے کراچی۔ جدھر بھی جائیں آپ کو یہ گینگ میں مڑکوں پر نظر نہیں آئیں گے میں یہ کہتا ہوں کہ میں نے تو ایک بھی قلی کیس نہیں دیکھا ہے لازماً۔ تنخوا جاری ہے اور کام بھی نہیں کرتا ہے۔ ایکسین کے ایک دفتر میں چوبیں کلرک ہیں۔ میں سمجھتا ہوں اگر

وہ دلخواہیں آجاتیں وہ علمی نہیں بھیں گے۔ جدھر جعلی معنون میں ضرورت ہے اس کو
ہم احکام اللہ سے رہے ہیں اور دیں کے ہاں جدھر سچن ہے وہاں کوئی کام نہیں ہے
ان کی آہنی پکھی نہیں ہے اگر کوئی ملازم اپنے باغ میں رکھیں گے اور وہ کام نہیں
کرے گا وہن کو تھوڑا سکس طرح سے دیں گے۔ اگر کام کرے گا درخت پالے گا ضرورت
بھی اکرنے والوں اور دیں بھیں گے اور آج خالت یہ ہو گی ہے کہ کوئی کام نہیں رہا ہے۔
پروٹشیں بھیں وسے رہا ہے ہم تھواں کو صرف سے دیں اس وقت ہماری حالت میں یہ اور
ہم نے جمالتِ مجبوری کوئی کیا ہے ہم بھی اس موبے کے لوگ ہیں اگر تھوڑی
بہت کوئی بجت میں بھری ہوئی تاشاید ہم اس میں مزید نزی کر لیں اور اس وقت جدھر
ضرورت ہے یا جدھر ان کی پروٹشیں ہے ہم اس کی انتیڈی کر رہے ہیں اگر بھری
ہوئی ہم تھواں اقدام کریں گے۔

ملک نجم سرور خلان کا کڑ : کیا جاہب یہ تحریک التواء خابطے کے سابق ہے
جسی پروزی خراہ سے ہیں پڑھی تقریر کی ہے۔ یہ ان آرڈر نہیں ہے۔ جھٹائی ہے۔ یہ
ب کا سلسلہ ہے اگر کب سے ہے فوری ابھیت کا سلسلہ نہیں ہے جس کا جواب ہو۔ آپ
کو ہم کا بھیلہ کرنا تھا۔ بجت مبارکہ کی کیا ضرورت ہے۔ اگر ان آرڈر سے تو ہر نظر
صاحب کو تقریر کا موقع دیں۔

صہیل اولیٰ نہیں داریں بھیں : جمالت میں یہ گزاوش کروں گا کہ وہ بھی جبوریت
ہوتی ہی کہ اگر کتا دریا سے نہیں پر ہر جا نہ تھا تو اس کی زندہ داری خلیفہ وقت پر ہوتی ہی
جہب اکھیکر صاحب بھی صرور خلان کا کڑ سے پہلوں گا کیا غربت کی تھیں۔ بھی ہیں۔
آپ کو معلوم ہے کہ غربت کیا ہے؟ یہ بہت بڑا مسئلہ ہے۔ انہم ہے۔

جناب اپنیکر : ارجمن دار صاحب آپ وہی اپنیکر ہیں قاعدے کا خیال
رسکھیں۔ تلک صاحب آپ بھی تشریف رکھیں۔ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

جناب اپنیکر : زونگ۔ جہاں تلک تحریک التواء کاتعلق ہے محک کی بات سنے

کے بعد اور وزیر خزانہ کی وضاحت کے بعد میری روٹنگ یہ ہے کہ حکومت کی کسی پالیسی پر تحریک التواء پیش کی جاسکتی۔ اس بناء پر یہ تحریک خلاف ضابطہ قرار دی جاتی ہے۔

جناب اسپیکر : میرانسیہ بابت ۹۷-۹۶ء پر بحثیت جموںی بحث

جناب اسپیکر : ملک محمد سرور خان کاڑ

ملک محمد سرور خان کاڑ : جناب اسپیکر میں آپ کا ڈل سے محفوظ ہوں۔ کہ آپ نے مجھے ۹۷-۹۶ء پر بولنے اور بحث کرنے کا موقع فراہم کیا۔ میں جناب وزیر خزانہ صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ یہ جو بحث پیش کیا ہے مالی بحران کے باوجود بلوچستان کو انسوں نے متوازن بحث دیا ہے۔

کفایت شعاعی کا بڑا خیال رکھا گیا ہے اور ان کوششوں میں وزیر اعلیٰ جناب نواب مکی صاحب کی بھی رہنمائی حاصل ہے۔ کسی بھی منتخب عوام میں بحث پر بحث اہم ترین موضوع ہوتا ہے۔ جس سے قوموں اور عوام کی ترقی اور خوشحالی کے منسوبے تنقیل پاتے ہیں۔ اور اس سے غموی ترقی کے نقش و نگار نمائیاں ہوتے ہیں۔ جناب اسپیکر بحث کی تیاری کے وقت ہمارے صوبے کی آبادی پر نظر ہونی چاہئے ہمیں یہ بھی دیکھنا ہوا کہ معاشرتی خواب ایک دوسرے سے مختلف ہیں جس کا بہوت صوبے میں مختلف بولی جانے والی زبانیں ہیں جبکہ مختلف زبانوں کی طرح ثقافت بھی الگ الگ ہے۔

بلوچستان جب سے صوبہ بنا ہے یہ فرق نمائیاں ہے۔ سیاسی شتوتوں نے زبان اور ثقافت کا بہانہ بنایا کہ نفرت پھیلائی ہے اور یہ نفرت کافی اثر کر جکی ہے اور اگر گروہی سیاست کے نتیجے میں نفرت اور تعصیب کو لسانیت کو فروع دیا جائے تو یہ بد قسمتی ہو گی۔ اور انسوں نے نفرت پھیلائی ہے۔ تاکہ چند گروہ نفرت پھیلا کر ایوان میں بھی آسکیں۔ جو کہ ایک خطرناک سازش ہے۔ ہمیں بلوچستان کی ترقی اور عوام کی خوشحالی کے لئے ایسے افراد اور گروہوں کے حوصلہ ملنی کرنی ہو گی۔ آئندہ مالی سال کے بحث میں بلوچستان کا

بجٹ ایک ریکارڈ بجٹ ہے۔ بجٹ جن حالات میں تیار کیا گیا ہے وہ بھی سب کے سامنے ہے ضرورت اس بات کی ہے اگر بجٹ میں کوئی خامی ہے اسے مل بیٹھ کر ختم کیا جائے۔ اسے صوبے اور عوام کے لئے مزید بہتر بنایا جائے۔ اس کے لئے اپوزیشن کی طرف منفرد تباویز بھی آسکتی ہیں اور سرکاری پیغاموں کے ساتھی بھی اپنے مشورے دے سکتے ہیں یہ ہماری بد قسمتی ہے کہ بجٹ یورو کریٹ بناتے ہیں اور بعد میں یورو کسی اپنا تیار کیا ہوا بجٹ عوامی نمائندوں کے حوالے کر دیتی ہے کہ اسے منظوری کے لئے اسمبلی میں پیش کریں۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ عوامی نمائندے ماہرین اقتصادیات معاشریات کے تعاون سے بجٹ بنائیں۔ جس میں عوام کی ضرورت اور خواہشات کو مد نظر رکھا جائے اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ یورو کریٹ کے تیار کردہ بجٹ پر عوام کے نمائندے کچھ نہیں کر سکتے ہیں۔

صوبائی بجٹ میں کچھ نئے نیکی بھی لگائے گئے ہیں اور کچھ نئے نیکسوں کا اضافہ کیا گیا ہے جس سے آٹھ کروڑ روپے کی آمدنی متوقع ہے کسی بھی ملک یا صوبے کا بجٹ میں مالی ضروریات کو مد نظر رکھا جائے۔ مالی ضروریات کے لئے اپنے وسائل پیدا کرنے ہوتے ہیں یہ بھی دیکھنا ہوتا ہے کہ نیکسوں کا بوجھ عام آدمی پر نہ پڑے۔ صحت اور تعلیم میں موجودہ فلسوں کے اضافے سے کوئی قابل ذکر اضافہ تو نہیں ہو گا تاہم غریب عوام پر بوجھ پڑ جائے گا اس پر نظر ہانی کرنی چاہئے۔ کہ نیکسوں کے نظام کو بہتر اور موثر بنایا جائے۔ نیک چوری کے راستے بند کئے جائیں۔ کیونکہ نیک حکومت لگاتی ہے۔ مگر یہ لوگ چوری کر لیتے ہیں اور حکومت کو کچھ نہیں ملتا ہے۔ اور اہل کار اپنی جیب گرم کر لیتے ہیں۔ آئندہ بجٹ میں امن و امان کے لئے کافی رقم رکھی گئی ہے خصوصی قدرتی آفات انسکیم کے سکیم میں پچاس کروڑ روپے رکھے ہوئے ہیں ان فورس کے لئے بست زیادہ رقم رکھی گئی ہے۔ 1994-95ء میں صرف سترہ کروڑ روپے رکھے لئے تھے مگر اب پچاس کروڑ روپے کی رقم کماں اور کس مدد میں خرچ کی جائے گی۔ ملکہ داخلہ مدد میں بھی

بھاری رقم رکھی گئی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ صوبے میں امن و امان کی صورت حال تھیک نہیں جس کا ہمارہ ذکر کرتے ہیں۔ صوبے میں امن و امان کی صورت حل دن بدن خراب ہوتی جا رہی ہیں۔ قبائلی جھگڑے بڑھ رہے ہیں تقریباً "ہر ضلع میں قبائلی جھگڑے ہیں۔ شروع ہیں نہ تو جھگڑوں میں ملوث افراد کے خلاف ایف آئی آر درج کی جاتی ہے اور نہ کسی قسم کی گرفتاری عمل میں لا کی اس وجہ سے لوگوں کو حوصلے بلند ہو رہے ہیں اور ایسا عحسوس ہوتا ہے کہ کوئی قانون نہیں ہے۔ سیاسی اثر رسوخ کی بناء پر مجرم دنداتے پھرتے ہیں جو حکومت کے لئے لمحہ فکر یہ ہے اگر اس جانب فوری طور پر توجہ نہ دی گئی قبائلی جھگڑوں کو نہ روکا گیا مجرموں کو گرفتار نہ کیا گیا تو حالات خراب ہو سکتے ہیں اس وقت کے حالات اس بات کے پیش تھے ہیں کہ فوری طور پر سمجھ کر عملی اقدام کرنے چاہئیں۔

جناب صوبے کے امن و امان کے لئے بار بار فرنٹیئر کور کو طلب کیا جاتا ہے۔ جن پر ماہانہ کروڑوں روپے خرچ کئے جاتے ہیں اس کے باوجود حالات بہتر نہیں کئے جاتے ہیں۔

اس کے باوجود حالات مزید خراب ہو رہے ہیں ہمارے پاس اس کے مقابل کی لینہن فتوس و معجوب ہے کیا وہ امن و قائم نہیں کر سکتے۔ اگر یوں ہیں اور لینہن اپنی نیمہ داری کر سے بنتے ہوں تو قبائلی جھگڑے کم ہو جائیں گے ملکی صورتی بحث پر اضافی دعویٰ بھی کم ہو جائیے گے۔ یہ رقم یوں ہیں اور یوں کو فطل بنانے کے لئے اس پر یہ رقم خرچ کرے حکومت کو پہلے ہی قانون کی مالا دستی قائم کرے۔

ہر ممکن اقدام کرے۔ اس سلطنت میں اثر رسوخ اور سیاسی و انتظامی کا خیال نہ کرے۔ ایسی اور کوئی کارروائی کے پارے میں آئے وہنہ خلکیات ملتی ہیں کیا حکومت کو جھگڑے کیا دھارا رہے۔ صوابی حکومت اور وفاقی حکومت کے نمائندوں کو مل بینے کر اس پر غور کرنا چاہیے شکلیات کا جائزہ لینا چاہئے۔ شکلیات کا ازالہ کیا جائے۔ جناب واللہ

امن و امان کے ضمن میں ایک مسئلہ ستم کا بھی ہے حالیہ میں انتظامیہ عدیہ کو الگ کیا گیا ہے بلوچستان ایک قبائلی صوبہ ہے یہاں کے عوام کا اپنا مزاج ہے ابھی تک صوبے میں پولیس نہیں ہے۔ اور اپر سے محض بیوں کو لا کر مسائل پیدا کر دیئے یہاں کے عوام قبائلی ذہن اور سوچ رکھتے ہیں وہ اپنے فیصلے جرگوں کے دریے کرتے ہیں۔ یہ سمجھ ہے جو گہ ستم میں کچھ خامیاں ہیں۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ بلوچستان کے عوام پر نے نئے قوانین یا ستم کو مسلط کیا جائے۔ اس سے بہتری نہ ہوگی اور حالات گھوڑتے چلے جائیں گے اور اس مقصد کے لئے دوبارہ جو گہ ستم بحال کیا جائے۔ اور بلوچستان کے مزید کئی مسائل جن اضلاع میں اس کا ذکر کرنا چاہوں گا۔

جناب اپنے کردار بلوچستان کے کئی علاقے ابھی تک اضلاع نہیں بینے بلکہ ایجنسی کی طور پر وہاں انتظامی کنٹرول ہے۔ جس صوبے میں ابھی تک پولیسکل ایجنسی انتظام چلا رہے ہوں۔ وہاں جو ذیشل محض بیوں کا تقرر سرا سر زیادتی ہے۔ اس سے ملک پر منی اثرات مرتب ہوں گے۔ دیسے بھی ہم مرکز کی ہدایت کو تسلیم کرنے کے پابند نہیں ہیں۔ اگر آپ لوگ امریکہ کی ریاستوں کو دیکھ لیں۔ وہاں پر ہر ریاست کا علیحدہ علیحدہ قانون ہے۔ جو وہاں کے حالات اور عوام کے خواہشات کے مطابق ہے۔ مگر ہمارے ہاں اللہ گھنکھوڑی ہے۔ محلے کو سلمخانے کے بجائے انہیں مزید بکھڑا جاتا ہے۔ پسلے لوگ ذہنی کشخوڑے غمکھتے ہیں کہ بھی قبائلی اضلاع میں بھی جاری ہے اس سے تیزی، امن و امان و درست ہونے کی بجائے مزید خراب ہوگی۔ میں آپ کے توسط سے قابض ایوالہ مطحوب کے نوش میں لانا چاہتا ہوں۔ کہ حال ہی میں پہنچن ڈسٹرکٹ میں خانہ دکی بیرو اور بر شور کے مقام پر پولیس اشیائی کے لئے بجھ میں رقم رکھی ہے میں جذبہ قابض ایوالہ سے عرض کروں گا کہ ہم پولیس اشیائی کے سخت مخالف ہے ہم نہیں چاہتے کہ ہمارے علاقے کے حالات اور خراب ہو لیں ہم ان سے مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ ان پولیس اشیائیوں کو ہمارے علاقے میں قائم نہ کیا جائے۔ یہ عوام کا بھی مطالبہ

ہے اور میں ان کا منتخب نمائندہ ہوں لہذا یہ میرا حق ہے کہ میں وزیر اعلیٰ کے نوش میں یہ بات لاوں کہ اس قسم کے پولیس اسٹیشن ہمارے علاقوں کو بھکل قابل قبول نہیں۔

جناب اسپیکر : ملک صاحب آپ حکومت کے مشرپیں آپ کا بینہ میں اس بات کو لائیجئے ہیں۔

ملک محمد سرور خان کا کڑ : نہیں یہ بات جو ہے۔ پھر یہ بجٹ سیشن کس لئے ہوتا ہے۔ اس لئے ہوتا ہے کہ اس پر ہر منتخب نمائندہ کا حق ہے کہ وہ یہاں اپنے خیالات کا اظہار کرے اور عوام تک ہماری یہ بات پہنچنی چاہئے۔

قائد ایوان : جناب اسپیکر اگر آپ کی اجازت ہو ان کو بولنے دیں تجویز دیں اچھا ہے تاکہ میں ان کو نوٹ کروں۔

جناب اسپیکر : میں نے ان کو نہیں روکا ہے۔

ملک محمد سرور خان کا کڑ : جناب اسپیکر بلوچستان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ پہمانہ صوبہ ہے۔ اس کے حقوق نہیں مل رہے ہیں۔ مگر ہماری صوبہ ایک اور وجہ سے بھی بدنام ہو چکی ہے۔ یہ ایک بڑی بدنامی ہے وزیر اعلیٰ بلوچستان کو فوری طور کرپش کو روکنے کے لئے سخت اور عملی اقدامات کرنے ہیں۔ (ڈیک بجائے گئے)۔

روان مالی سال میں بلوچستان اسمبلی نے زرعی نیکس ادا کرنے کی منظوری دی تھی۔ مگر آئندہ مالی سال کے بجٹ میں نئی نیکس سے ہونے والی موقع آمدی اور نہ ہی اس کے اخراجات کے بارے میں واضح کیا گیا ہے۔ حالانکہ زرعی نیکس ان علاقوں میں لگایا جاتا ہے۔ جماں نمری پانی ہوتا ہے یہاں پر ہمارے لوگ کاربیزوں اور کنوؤں سے پانی نکالنے ہیں زراعت کے لئے زمین کو خوب تیار کرتے ہیں۔ واپڈا کو ٹوب دیل کی مد میں ادا یعنی کرتے ہیں۔ اپنے مد و آپ کے تحت زراعت کو فروغ دیتے ہیں۔ تو وہ زرعی نیکس کیوں دے حالانکہ پنجاب جماں پر اس نیکس کی ضرورت ہے۔ وہ اس سے انکا زکر رہے ہیں۔ تو بلوچستان کے غریب کاشت کاروں پر یہ نیکس لگانا سرا سرنا انصافی ہے۔ لہذا زرعی نیکس

سے فیصلے پر ایوان کو دوبارہ نظر ثانی کرنی چاہئے۔ جناب اپنے کاری ایک سمجھیں مسئلہ بن چکی ہے۔ صوبے میں نوجوانوں کی اتنی بڑی تعداد کو ملازمتیں نہیں دی جاسکتی۔ وفاقی ملازمتوں میں بلوچستان کا کوئی پہلے 3.5 تھا۔ 1981ء کی مردم شماری کے بعد صوبے کا کوئی 5.3% بنتا ہے ہے۔ وفاقی حکومت بلوچستان کے ساتھ حق کو تسلیم کرتے ہوئے اس کا پورا کوئی دے۔ اعلیٰ وفاقی ملازمتوں میں بلوچستان کا کوئی 5.3% ہے۔ جب ہمارے لوگ اس کوئی پر مقابلے کے لئے جاتے ہیں۔ تو ان میں سے صرف دو یا تین افراد کو سلمیکٹ کیا جاتا ہے۔ بعد میں بلوچستان میں چاروں صوبوں کے بنیاد پر برابر تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس ہمارے میں میرا یہ عرض ہے۔ کہ جتنے بھی (ڈی ایم جی) گروپ یا اعلیٰ ملازمتیں جو ہے ہمارے صوبے سے 3.5 کے تحت تین چار آدمی سلمیکٹ ہو جاتے ہیں۔ لیکن جب وہاں تمام ملک کے چاروں صوبوں کے جب لوگ اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ تو بلوچستان کو ہر سال چھیس سی ایس پی آفسریا ڈی ایم جی گروپ کے آفران بلوچستان میں تعینات ہوتے ہیں جس سے بلوچستان کے مقامی افراد کے ملازمتوں پر برا اثر پڑ رہا ہے۔ یا تو وہ بھی ہمارے چھیس آدمی کو ایئجنسٹ کریں تو ہم ہلکل تیار ہے ان کے چھیس آدمیوں کو قبول کرنے کے لئے اگر وہ ہمارے تین آدمی لیتے ہیں لیکن ان کے جگہ پر چھیس آدمی صحیح ہیں۔ تو یہ بلوچستان کے لئے بہت بڑا نقصان ہے۔ "خصوصاً" ہمارے صوبائی افروں کو جن کو صوبے میں ترقی مل جاتی ہے۔ اگر چھیس کے بجائے وہاں سے تین آدمی آجائے تو ہمارے صوبائی ملازموں کو ترقی کے موقعیں مل جائے گے۔ لیکن یہ بہت بڑی نا انصافی ہے لہذا میں چیف مشریعہ صاحب کے نوش میں لانا چاہتا ہوں اگر ہمارا وہی کوئی ہے۔ تو ہمارے بلوچستان میں دو یا تین آدمی باہر سے بھیجا جائے۔ نہ کہ ہر سال چھیس آدمی (ڈی ایم جی) گروپ کے بھیجے جاتے ہیں۔ یہ اس صوبے کے ساتھ سراسر نا انصافی ہے۔ اور اس حکومت بلوچستان کے افروں کے ساتھ سراسر نا انصافی ہے۔ لہذا میں چیف مشریعہ عرض کروں گا کہ وہ اپنے تعلقات کے بیس پر پرائم مشریعہ اور مرکزی

حکومت کو آگاہ کر دے کہ بلوچستان کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے اور ہمارے گوئی تین
صلیبکٹ کرتے اور وہاں سے تینیں آدمی آتے ہیں۔ تو لفڑا وہاں سے بھی سے تین چار
آدمی بھیجا جائے تاکہ ہمارے صوبے پر بوجہ نہ پڑے۔ ہم کیوں ان کے تینیں آدمی قبول
کرتے ہیں۔ وزیر اعلیٰ کو چاہے کہ وہ آنکھہ چار پانچ سے زیادہ ہی ایسی پی افسروں کو جگہ نہ
دے۔ جناب امیرکیر بلوچستان میں واپسی اور زیدداروں کا مکمل ایک طولی عرصے سے
چلا آ رہا ہے۔ اس نامے میں میں نے بار بار صوبہ کی حکومت اور زیدداروں کی واپسی
اور وفاقی حکومت سے مذاکرات ہوئے مگر تباہی مسئلہ جوں کا توں ہے۔ اسے فوری
طور پر حل کیا جائے۔ وزیر اعظم محترمہ بے نظر بھنوں اگلے ماہ کوئی آرہی ہے۔ ان سے
اسی مسئلے پر پہاڑ کر کے بھیش کے لئے یہ مسئلہ حل کیا جائے اور بلوچستان میں پھلوں کی
پیداوار پر مانع کے لئے زیدداروں کے لئے غیر ضرایعات کا اعلان کیا جائے۔ پھلوں
کی پیداوار کے لئے بھی اقدامات کے جائے جناب امیرکیر قوی مالیاتی کمیشن (N.F.C) میں
بلوچستان کی تباہیز کو شامل کیا جائے۔ سابقہ حکومت کے تیارہ کردہ (N.F.C) آوارہ میں
غلظتیں کی وجہ سے آج بلوچستان مالی بحران کا فکار ہے۔ جس کا افتراض وزیر اعظم
محترمہ بے نظر بھنوں خود بھی کر رہی ہے۔ جب وزیر اعظم بلوچستان سے ہونے والی اس
نا انصافی کا ذکر کر دیں ہے۔ تو ہمیں ان سے تعاون کرنے اس بات پر مدد ہو کر آمدہ
کرنے پڑتا ہے کہ وہ (N.F.C) آوارہ جس کا تمام حراظ مکمل ہو چکے ہیں اعلان کریں
ساتھ ہی ساتھ وہ بلوچستان کے لئے خصوصی پیکج کا اعلان کرے۔ تاکہ بلوچستان موجودہ
مالی بحران سے مکمل بچے۔ جناب امیرکیر بلوچستان رقبے کے کھاڑے ملک کا 43% ہے اس
لئے وزیر اعظم سے خصوصی پیکج کا درخواست کرنی چاہئے مرف کوئی فیں بکھرے صوبے
کے دور دراوز ٹھلا توں کے افراد ابھی تک بھیادی سولہوں سے محروم ہیں۔ جناب نیاء
الحق کے دور میں جامع اسپیشل پروگرام شروع کیا گیا تھا۔ میں مطالبه کرتا ہوں اسے
دوبارہ شروع کیا جائے۔

جس طرح وفاقی حکومت نے صوبہ پنجاب، صوبہ سندھ اور صوبہ سرحد اور نادرن ایریا کے لئے خصوصی بیکچ کا اعلان کیا ہے تو بلوچستان کے صوبے نے کیا گناہ کیا ہے میاں پر بھی ایک خصوصی بیکچ کا اعلان ہونا چاہئے اور ہم توقع رکھتے ہیں کہ آئندہ وزیر اعظم صاحب کے دورے کے دوران کم از کم بلوچستان میں ایک خصوصی بیکچ کا اعلان ہونا چاہئے مگر ان بلوچستان کا ساحلی علاقہ ہے اس وقت وہ خصوصی اہمیت کا حامل ہے وفاقی حکومت کو گواہی کی دوسرے ساحلی علاقوں میں ایک اور بندرگاہ تعمیر کے لئے امداد کرنا چاہئے اور اس بندرگاہ کو کسی حد تک فری پورٹ Free Port پر ہونا چاہئے اس کے علاوہ مچھلی کی برآمد کو باقاعدہ بنایا جائے تاکہ ہمارے ماعنی گیروں کو فائدہ ہو بلوستان میں حکومت نے نئی انڈسٹریل بنانے کے لئے ایک ہزار ایکڑ زمین فراہم کی تھی کئی سال گزرنے پر بھی وہاں کچھ نہیں ہوا ہے وہاں بیادی ڈھانچے کی ضرورت ہے جو صوبائی حکومت فراہم کر لیں لہذا اس جانب توجہ دی جائے۔ قومی شاہراویں بلوچستان پاکستان کا 43 فیصد رقبہ ہے اسی تابع سے صوبے میں بیشتر ہائی وے کے تحت آنے والے پانچ قومی شاہراویں جن میں ایل 25 کراچی خضدار، کوئٹہ چن، ایل 40 کوئٹہ، الیندین، نوکنڈی تھستان، ایل 50 کوئٹہ ٹوب، ڈی آئی خان ایل 65 ڈیرہ اللہ یار کوئٹہ ایل 70 رکنی لور الائی قلعہ سیف اللہ جن کی کل لمباںی 2325 کلومیٹر ہے جو کہ پورے ملک میں بیشتر ہائی وے کے نیٹ ورک پیشیں پوائنٹ چالیں فیصد بنتا ہے شاہراویں میں سے ایل 25 اور چالیس اور ایل 70 کے کچھ حصوں پر کام جاری ہے جبکہ ایل 50 اور ایل 65 سات سو کلومیٹر بھی ساحل سڑک لیاری اور ماڑہ گواہ اور جیونی پر کوئی تعمیراتی کام نہیں ہوا ہے۔ 1993-94ء میں این ایج اونے بلوچستان میں شاہراویں کی تعمیر کے لئے ایک ارب پچاس کروڑ روپے۔ 1994-95ء میں ایک ارب بیس کروڑ روپے اور اس وقت 1995-96ء میں پچاس کروڑ روپے مختص کئے ہیں اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہر سال اس میں رقم کم ہوتی جا رہی ہے جس کے نتیجے میں جاری ترقیاتی

منصوبوں کے متاثر ہونے کا خدشہ ہے جاری اسکیوں اور پرانی شاہراوں کی مرمت کے لئے مزید تین ارب روپے درکار ہے لہذا مرکزی حکومت سے درخواست ہے کہ صوبے کے ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے 1996ء کم از کم ڈیڑھ ارب روپے فراہم کرے اور نئے منصوبوں کی منظوری دی جائے بولان میڈیکل کالج منصوبے کی لاگت کا تخمینہ 119 کروڑ روپے ہیں جو 1996ء تک 86 کروڑ روپے خرچ کئے جاچکے ہیں۔ 1996ء حکومت جاپان کے تعاون سے 18 کروڑ 80 لاکھ روپے کی لاگت سے ضروری الات نصب کئے جائیں گے سول ورک کی تھیل کے لئے 1996ء میں مزید 15 کروڑ روپے درکار ہے جب کہ وفاقی حکومت نے 1996ء میں صرف 5 کروڑ روپے مختص کئے ہیں جو قطعی ناکافی ہے لہذا وفاقی حکومت سے ہم درخواست کرتے ہیں کہ وہ عرصہ دراز سے نہذہ کی عدم فراہمی کے سبب تخلی کے وکار اس منصوبے کے لئے تکمیل ہو جائے سیندک دس کروڑ روپے فراہم کرے آکہ یہ منصوبہ ہمیشہ کے لئے تکمیل ہو جائے سیندک پروجیکٹ اس نے فروری 1995ء میں منصوبے کی منظوری دی جس پر لاگت کا تخمینہ 11 ارب 11 کروڑ روپے ہیں منصوبے کا 98 فیصد کام تکمیل ہوچکا ہے اور نومبر 1995ء میں آزمائشی طور پر پیداوار کا آغاز بھی ہوچکا ہے منصوبے کو تکمیل طور پر چلانے کے لئے 1996ء میں مزید 15 ارب 80 کروڑ روپے درکار ہے لیکن 1996ء کی بحث میں حکومت نے صرف 62 کروڑ روپے رکھے ہیں یہ رقم ترقیت جات کی ادائیگی میں چلی جائے گی اور منصوبے کی پیداوار حاصل کرنے کے لئے کوئی رقم نہیں پہنچے گی جس سے اس کی افادیت متاثر ہو گی لہذا وفاقی حکومت سے پر زور سفارش کی جائے گی کہ قوی اہمیت کے حامل اس منصوبے سے مطلوبہ پیداوار حاصل کرنے کے لئے مزید رقم فراہم کی جائے یا تو مرکزی حکومت اس منصوبے کے لئے بھنا لہذا اس کے لئے درکار ہے وہ دے دیا جائے یا اس منصوبے کو کوئی پرائیویٹ سکپٹی کو دے دیا جائے آکہ وہاں کام شروع ہو اور وہاں کے ملازمن کو پریشانیاں نہ ہو اور بلوچستان کے آدمی بڑھنے میں بھی ایک حصہ ہو جائے

گا۔ جناب اپنے کر صوبائی بحث میں کچھ نئے تجسس لگائے گئے ہیں اور کچھ نیکسوس کی شرح میں اضافہ کیا گیا ہے صوبے میں نیکسوسین کے حوالے سے وس تجاویز سامنے آتی ہے جن میں ٹریڈ ٹرست نیکس بھی شامل ہے میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان میں تاجر برادری پلے پریشانیوں کا شکار ہے اس لئے ہمیں تجارت کے فروغ اور تاجروں کے مشکلات میں کمی پر توجہ دینی چاہئے۔

اسی طرح محصول چونگی پانچ فیصد زیادہ کرنے کی تجویز پیش کی گئی ہے اس کا بھی حقیقت پسندانہ جائز لینا چاہئے بلدیاتی اداروں کے آمدنی کا بڑا ذریعہ محصول چونگی ہے اور اس میں آمدنی بڑھانے کے لئے اکٹھ محصول چونگی نیلام کر دیتی ہے پانچ فیصد صوبائی نیکس بہانہ پناکر چونگی کے نیکسکدار کم بولی دیں گے جس سے بلدیاتی بحث میں کمی ہو سکتی ہے دوسری طرف اس نیکس کی آڑ میں عام لوگ دو کانڈاروں اور نیکسکدار کو پریشان کریں گے اور ضلع نیکس پر ہی لوگ پریشان ہے اور یہ نی پریشانی ہوگی۔ صحت اور تعلیم کے شعبوں میں موجودہ فیسوں کے منافع سے حکومت کو کوئی قابل ذکر آمدنی نہیں ہوگی البتہ غریب عوام پر نیا بوجہ پڑ جائے گا اس پر بھی نظر ثانی ہونی چاہئے نیکسوس کے حوالے سے ضرورت اس بات کی ہے کہ نیکسوس کے نظام کو موثر اور بہتر بنایا جائے حکومت کو اپنے ضروری اخراجات میں کمی کرنا چاہئے سرکاری گاڑیوں کو بے تحاشا استعمال نہ کیا جائے کیونکہ ان کے پارٹیوں کے لیڈر اور رشتہ دار استعمال کرتے ہیں اللہ اس پر کنشروں ہونا چاہئے میں سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن کو تنقید برائے تنقید کی بجائے قابل عمل اور بہتر تجاویز پیش کرنی چاہئے کیونکہ ہم سب عوام کے خدمت کے لئے منتخب ہو کر کے آئے ہیں عوام ہم سے بہتری کی توقع رکھتے ہیں عوام کو مایوس نہیں کرنا چاہئے اور میں اپنے ساتھیوں سے یہ عرض کروں گا کہ وہ پورے صوبے کے وزیر بن جائے کیونکہ ہم سب اپنے اپنے حلقوں تک محدود ہو چکے ہیں جس سے اس صوبے کو بڑا نقصان ہو رہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ سکران کے ساحل، کس قدر افسوس کی بات ہے کہ وفاقی حکومت جب بھی

ملک کے پانچ سالہ پندرہ سالہ یا دس سالہ ترقیاتی منصوبے بناتی ہے اس میں دیگر صوبوں کی معیشت کی بناء پر تجویز دی جاتی ہے اور ہمارے صوبے کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ حالانکہ ہماری پیداوار پر اور لا یو اسٹاک فریز اس قدر اہمیت کے حامل ہیں اگر وفاقی حکومت ہمیں ساتھ لے کر چلے تو ملک میں خوشحالی کا دور دورہ ہو سکتا ہے اور بلوچستان کو ترقی کی راہ پر گامزن کیا جاسکتا ہے۔ 97-1996ء میں شاہراہ کی۔

جناب اسپیکر : ملک صاحب وہ لکھے یعنی پڑھے موسیٰ والی بات تو نہیں ہے۔

ملک محمد سرور خان کا کڑ (وزیر) : جناب اسپیکر صاحب اب میں ایک اہم پوائنٹ کی طرف آنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اس سال 97-1996ء کے بجٹ میں ڈیماڈز فار گرانٹ اینڈ اپریپریشن ڈولپمنٹ ایمکسپلائی چر فار 97-1996ء والیم 4 اس میں جناب میں روڈز کامونیکیشن سینٹر کو لینا چاہتا ہوں جناب اسپیکر آپ کو بہتر معلوم ہے کہ اس وقت اس بجٹ میں جو اسٹیمپس دیئے گئے ہیں اس میں روایائز استیمپ کا کوئی ذکر نہیں ہے بلکہ ڈیش..... اور یہاں پر اور ڈیشون کے نیچے اس کا نوٹل ایک ارب 91 کروڑ 798 روپے بنتے ہیں روڈز کی مد میں جبکہ میں پر اناپالیمعتمدین رہا ہوں اور مجھے پتہ ہے کہ ہمیشہ حکومت روایائز اے ڈی پی پیش کرتے تھے اور وہ بھی اس ہاؤس کی منظوری کے لئے آتے تھے یہ تقریباً "پانچ چھ سال سے ہماری ملکہ فائنس اور پی اینڈ ڈی والوں نے اس روایت کو ختم کر دیا ہے اور یہ کتنا افسوس کا مقام ہے اتنی بڑی رقم ایک ارب 98 کروڑ ایک ارب 91 کروڑ روپے صرف ڈیش، ڈیش اور ڈش پھر ایک ارب کیسے بننے ہمیں تو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ جس روڈ کے لئے جتنے پیسے رکھے گئے ہیں اس روڈ پر کتنا کام مکمل ہو گیا ہے اس کے لئے کتنے چیزوں کی ضرورت ہے وہ کم از کم اس میں ڈیکیٹ ہونا چاہئے اس میں یہ پیسے کیوں ڈیکیٹ نہیں کئے گئے ہیں میں جناب وزیر خزانہ صاحب سے یہ عرض کروں گا کہ وہ اس کتاب کو اچھی طرح پڑھیں جناب اسپیکر اور اس بناء پر فائنس مجھے کی بجٹ کو ڈاکومیٹس کی تفصیلات میا کی جاتی رہی ہیں

کچھ سالوں سے فانس ملکہ میں روان اشیئنٹ ڈولپٹٹ کی تفصیل دینا بند کر دیا ہے جبکہ نوٹل رقم مظہوری پیش کے لئے گھص کیا جاتا ہے یہ ملکہ پی اینڈ ڈی اور فانس ڈیپارٹمنٹ کا کام ہے تو ری وائز اے ڈی پی اس موجودہ ایوان میں آن ڈیشن ڈیشن کے آگنیسٹ اگر پیش کر سکے تو ہم ان کے بڑے درجیں کیونکہ اس ایوان کا حق ہے اور یہ معزز ایوان ہے اور ایوان کے فلور پر ہمیں معلوم ہونا چاہئے کہ کوئی سڑکیں مکمل ہو گے ہیں کون سے نامکمل ہے اس کے لئے کتنے پیسوں کی ضرورت ہے زیادہ پیسوں کی ضرورت ہے کم پیسوں کی ضرورت ہے کم از کم یہ اینڈ ڈیشن اس معزز ایوان کے منتخب نمائندوں کو معلوم ہونا چاہئے چونکہ ہمارے جام صاحب بہت زیادہ اسے پروٹیشن کرتے ہیں اور ایک اسکیم کو ادھرا دھر لے جانے کے لئے اس کو ادھر لے آنے کے لئے لذا یہ ڈیشن ڈیشن کافر مولہ اپنے لئے اپنایا ہوا ہے لذا میں اس بارے میں ان سے یہ ڈیشن ڈیشن کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں ہمیں بتانا چاہئے موجودہ سالانہ ترقیاتی پروگرام میں بہت سے پروجیکٹ ایسے ہیں جن کو اشارہ کا نشان لگایا گیا ہے اشارہ کا مطلب ہے کہ وہ اسکیمیں جو ہیں انے ڈی پی میں ان پر کام نہیں ہو گا جبکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر اے ڈی پی میں ان پر کام نہیں ہو گا جبکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر اے ڈی پی میں شامل کیوں کیا گیا ہے اشارے سے تو اچھا یہ ہے کہ میں ان پر کام ہونا چاہئے تھا تو ان کو شامل کیوں ہونا چاہئے لیکن مجھے بے آف تھوڑا ایک اس کو سرے سے اے ڈی پی میں شامل نہیں ہونا چاہئے لیکن مجھے بے آف تھوڑا ایک پڑتا ہے کہ اشارہ کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جب آئندہ اے ڈی پی میں جب پچھے ۲۰ میں گے تو اشارہ والے جو مظہور نظر ہوں گے ان کو مل جائے گا جو مظہور نظر نہیں ان کو نہیں ملے گا۔

جناب اسپیکر : آپ کس کمپنی میں ہیں۔

ملک محمد سرور خان کاکڑ : میں تو مظہور نظروں میں ہوں ایک اور بھی عرض ہے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں اس وقت بہت اسکیمیں ہیں ہمیں یہ لوگ کہتے ہیں کہ

ہمارے پاس فنڈ نہیں ہے رقم نہیں لیکن یہاں تین ایسے روڑز ہیں جن کو انہوں نے اس سال بھی اے ڈی پی میں شامل کیا ہے اگر فنڈ نہیں ہے پھر نئے سڑکوں کو شامل کرنے کی کیا ضرورت ہے اور وہ ایسی اسکیمیں ہیں جو آپ روڑ ہیں جن پر پیسے خرچ ہو گئے ہیں ان کو اشارہ لگا کر ختم کر دیا گیا ہے اور جو اسکیمیں (Un approved) میں ان کو نئے اسکیمیوں کے نام سے اے ڈی پی میں شامل کیا گیا ہے یہ "تقریباً" تین چار سڑکیں ایسی ہیں جن کو اے ڈی پی شامل کیا گیا ہے اس کے بارے میں ریکویٹ کرتا ہوں ہمارے بہت سے ایم پی اے حضرات کو جو ایک کروڑ روپے پچھلے سال ملے تھے ان کو چاہے تھا کہ وہ اپنے ایک کروڑ روپے سے اپنے حلقت میں کام کرتے لیکن انہوں نے کیا کیا کہ اس سال پشتون آباد روڈ کے لئے بھی ایک کروڑ روپے رکھا گیا ہے۔ جب کہ ایک کروڑ روپے پچھلے سال ان کو ایم پی اے فنڈ میں ملا تھا اگر وہ سڑک اتنی تھی تو وہ ایک کروڑ روپے بجائے میرے حلقت میں لگانے کی یا دوسرے حلقت میں لگانے کی وہ اپنے حلقت میں کیوں نہیں لگاتے ہیں یعنی اپنا ایک کروڑ روپے دوسرے کے حلقت میں لگائیں۔

جناب اسپیکر : نہیں ملک صاحب ابھی آپ کہہ رہے تھے کہ وہ صوبے کے وزیر بن جائیں۔

ملک محمد سرور خان کا کڑ : تو صوبے کے وزیر بھی تو نہیں بنتے ہیں وہاں بھی ٹکار کھلانا چاہتے ہیں یہاں بھی ٹکار کھلیں رہے ہیں اسی طرح کوئیہ میں تجاوزات کے بارے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر تجاوزات ہٹانا ضروری ہے تو یہ بھی ضروری ہے کہ یہ کو کے ہیں لوگوں کے لئے جو ہمارے مشرنوں کا کوئیہ بن چکا ہے وہ غریب عوام کو مفت تقسیم نہیں ہو سکتے ہیں کیونکہ انہی تجاوزات والوں کو انہی لوگوں نے بیٹھایا ہے سڑکوں پر یا تھہروں پر اور پھر ہر تین چار سال کے بعد ایک آپریشن ہوتا ہے اور گھلدر آتا ہے پھر ان کو ہٹایا جاتا ہے۔ پھر ان کو کوئی الائمنٹ ہوتی ہیں تو یہ ایک بہت برا عمل ہے اور اس سے کوئی شر کے لوگوں کو بہت بڑا تکلیف پہچاتا ہے پریشانی ہوتی ہے اور یہ

ایک جمیوری ملک ہے یہاں کے لوگوں کا یہ حق بتا ہے کہ حکومت پہلے سے لوگوں کو یہ بتا دیں کہ یہاں ہم لوگوں نے آپریشن شروع کرنا ہے لہذا آپ اپنا سامان وغیرہ نکال دیں میرے پاس یہاں کوئی ہٹر کے تقریباً "پانچ چھ آدمی آئے اور رو رہے تھے کہ ہمارے دکانوں کو گیرا دیا ہے اور ہمارا سامان سارا پولیس وغیرہ لوٹ کر لے گئے ہیں یہ کتنا افسوس کا مقام ہے کہ آج ہم اپنے آپ کو ایک جمیوری معاشرے میں ہم اپنے آپ سمجھتے ہیں لیکن ہم اپنے لوگوں کے ساتھ اتنی زیادتیاں اور ظلم کرتے ہیں انہیں یہ بھی نہیں بتاتے ہیں کہ بھتی گیلدر آرہا ہے اور آپ کی دکان کو گیرا رہا ہے کتنا افسوس کا مقام ہے تو میں چاہتا ہوں کہ جو لوگ بہت بڑے جمیوریت کے چمپین بنتے ہیں دعویدار ہوتے ہیں وہ غریب لوگوں کو بھی ایک موذیت کرائیں ان کے حق کو بھی حلیم کرائیں ان کے ساتھ بھی ایک اچھا رویہ رکھنا چاہئے یہ جو بلدیہ پلازہ بنانا ہوا ہے میں وزیر اعلیٰ صاحب سے یہ عرض کروں گا کہ وہ خود ان تمثیلوں والوں کو تقسیم کریں ان کے درمیان بولی کرائیں کیا نام ہے قرعہ اندازی کریں اور جس کا قرعہ نکلنے کے ان کو کھو کا الاث ہونا چاہئے میں اس بات کو وزیر اعلیٰ صاحب کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں یہ بجائے وزراء صاحبان کو تقسیم کرنے سے اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے بلکہ یہ لوگوں پر بوجھ بن جائے گا لہذا اس صوبائی حکومت کو ایک اچھا نام لانے کے لئے ان کھوکھو کو قرعہ اندازی کے ذریعے صوبائی حکومت ان لوگوں کو دیں گا کہ غریب آدمی کو اپنا حق مل جائے آخر میں میں اپنے حلقت کے لئے ایک تجویز پیش کرتا ہوں میں جعفر خان صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ برشور میں ایک ائٹر کالج اور خاص کر اپنی وزیر اعلیٰ صاحب جو ہمارے بڑے سرماں اور بڑے انجھے آدمی ہیں مجھے ان کی تعریف ان کے سامنے نہیں کرنا چاہئے لیکن انہوں نے اپنے کروار سے ثابت کیا ہے کہ وہ بلوچستان کی ترقی اور خوشحالی میں بہت بڑا کوشش کر رہا ہے تو میں ان سے یہ عرض کروں گا کہ برشور کے لئے ایک ائٹر کالج کا قیام عمل میں لایا جائے اور خانوぞئی کے مقام پر ایک گرزر ائٹر کالج کا

قیام لازمی ہے کیونکہ خانوں کی پشتوں علاقوں میں ایک ایسا جگہ ہے جہاں پر تینوں چاروں
ضلعوں کے لوگ وہاں سے فائدہ اٹھاسکتے ہیں وہاں پر تعلیم یافتہ لڑکیاں بھی بست ہیں تو
میں چاہتا ہوں کہ ایک گزر اندر کا لجھا ہمارے اندر کے علاقوں میں بھی ہونا چاہئے یہ
ہمارے عورتوں کو آگے لانے کے لئے بست ضروری ہے کہ ان کو تعلیم دی جائے تیرا
میرا ایک عرض ہے کہ بر شور قلعہ حاجی خان روڈ کو فارن ٹومار کیٹ روڈ میں شامل کیا
جائے میں جناب اپنے آپ کی اجازت سے اپنا تقریر ختم کرنا چاہتا ہوں میں آپ کا
ایک دفعہ پھر تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے پورا موقع دیا اور میں نے
اپنے خیالات کا اظہار کر دیا اسی طرح معزز ایوان کے تمام بھائیوں کا مخلکوں ہوں کہ
انہوں نے مجھے ڈسٹریب نہیں کیا اور مجھے تقریر کرنے کا پورا موقع دیا انشاء اللہ تعالیٰ اگر
ہم اس طرح مل جل کر اپنے صوبے کے لئے اکھنے بیٹھ کر کے سوچیں اور اگر چلیں تو
مجھے یقین ہے کہ انشاء اللہ ہم آگے جا کر کے اس صوبے کی ترقی اور خوشحالی کے لئے بہتر
کام کر سکیں گے جناب اپنے خدا حافظ (السلام علیکم)

ارجن واس بگٹی : جناب اپنے صاحب آپ کی اجازت اگر ہو تو۔

جناب اپنے صاحب : میرے پاس ایک لٹ ہے اس کے آخر میں آپ کا نام ہو گا
جناب ڈاکٹر کلیم اللہ خان صاحب۔

ملک سرور خان کا کڑ : صاحب ایک پوائنٹ رہ گیا ہے میں یہ عرض کرنا چاہتا
ہوں کہ جتنے آپ کے صوبائی اسمبلی کے ملازمین ہیں انہوں نے بست محنت کی ہے دن
رات بیٹھ کر کے بجٹ بنا یا انہوں نے بست کوشش کی ہیں۔

جناب اپنے صاحب : ہم نے بجٹ نہیں بنایا ہے خزانہ والوں نے بنایا ہے۔

ملک سرور خان کا کڑ : تو میں قائد ایوان صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ
اس اسمبلی کے الہکاروں کو کم از کم دو بولیں دیا جائے۔ تھواہ بولیں میں دیا جائے۔ میں
اس کے لئے بڑا مخلکوں ہوں گا جی۔

جناب اسپیکر : شکریہ آپ کی ہمدردی کا جناب ڈاکٹر کلیم اللہ خان صاحب۔

جناب اسپیکر : ڈاکٹر کلیم اللہ صاحب۔

ڈاکٹر کلیم اللہ خان (وزیر ایس۔ اینڈ۔ جی۔ اے ڈی) : جناب اسپیکر صاحب و معزز ارائیں اس بیلی صوبائی بجٹ ۹۷-۱۹۹۶ء آج زیر بحث ہے اور ساتھیوں کی طرف سے مختلف تجویز پیش کی جا رہی ہیں کہ یہ ہونا چاہئے وہ ہونا چاہئے تھا جو کچھ بھی ہے آپ سب لوگوں اور ہمارے سامنے ہے بجٹ بذات خود ایک حروف اور ہندسوں کی بھول بھلیاں ہیں جس میں ایک عام آدمی کے لئے سمجھنا بہت مشکل بات ہے اور اس میں بعض اوقات اچھے شاطر بھی مات کھا جاتے ہیں کہ کیا ہے اس کی حقیقت کیا ہے بہر حال اس کو سرسری جو ہم ریڈ کر سکے ہیں اس کے لئے ہمارے وزیر خزانہ صاحب اور سیکریٹری مالیات نے اس کے لئے کافی اچھی کوشش کی ہے اس میکنیکی کے بجٹ میں جو وہ کچھ برابر کر سکتے تھے وہ ہم سب لوگوں کے سامنے ہے ہمارے کے بجٹ دو ارب کہ کوئی خدا کا بندہ یا کوئی خدا کی بندی کبھی تو آئے گی اور ہماری بھولی میں ہمارے کچکوں میں کچھ تو ڈال کر چلی جائے گی اکہ ہم اس خسارے کو پورا کر سکیں۔ میں بجٹ کی تفصیل میکنیکل پاؤنٹ کی طرف نہیں جانا چاہتا ہوں عوامی رجحان جو بجٹ کے درمیان ہے ان تعلقات پر بھی کچھ روشنی ڈالنے کی کوشش کروں گا۔ جناب اسپیکر جس طرح آپ کو پہلے ہے کہ مرکزی بجٹ مرکز والوں کے ہاتھ سے نکل چکا ہے صوبائی بجٹ جس کا ۹۵ فیصد انخصار کرتا ہے مرکز کی امداد پر ہمارے ہاتھ سے نکل چکا ہے مرکز تمام ہیں الاقوامی اور دیگر اداروں کی نشانے کے مطابق ہناتی ہے اور ہمارے بجٹ صوبائی بجٹ جس کا انخصار ۹۵ فیصد مرکز سے ہے اس کی ایڈوانس پر بنایا جاتا ہے تو لہذا جب ہم یہ بجٹ ہناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ کرنا چاہئے وہ کرنا چاہئے میرے خیال میں یہ ہمارے بس سے باہر کی بات ہے ہمارا ملک اگر مرکز میں دیکھا جائے تو اس طرح بھول بھلیاں میں پھنس چکا ہے

کہ اس کا لفظ مجھے عال نظر آتا ہے بجٹ تو میں الاقوامی ایجنسیاں نہاتی ہیں مگر ملک کے اہاؤں کو جو ہمارے پاس نبیاری انسٹر انکھو ہے اس کو بھی ہم بھیج پکھے ہیں تکلی دا پڑا کی تمام نیلام ہورہی ہے یا نیلام ہوچکی ہے بذرگا ہیں نیلام ہو گئی ہیں فیکٹریاں نیلام ہو گئی ہیں اب روڈ کی باری ہے ہوا کی جہاز کی باری ہے ریلوے کی باری ہے سب نیلام ہو گئی ہے اس میں اگر یہ ہوتا کہ یہ ملک پر ایسویت سیکیوریٹ میں چلا جاتا تو پھر ہم بھی سوچ لیتے کہ چلو ملکی لوگ ہیں یہ ملکی لوگ عوام کی خواہشات اور ضروریات سے باہر نہ لکھیں لیکن اس میں ملکی ادارے اس پر جیزیں لگی ہو گئی ہے کہ باہروالی کپنیاں ملٹی پرپز فرمزا اور ملٹی نیشنل بیک خریدنے والے ہیں تو کل ایسا دن آئے والا ہے آئی ایف اور مرکزی کپنیاں تمام ملک ان کے ہاتھ گروی ہو گا اور ہمارے لئے آپ کے لئے یہ رونا کہ ہم نے کیسے بجٹ بنانا ہے اور کیا بنانا ہے بہت مشکل ہو گا ہمارے پاس صرف افراد رہ جائیں گے اور افراد نیلامی کے لئے صرف افراد ہوں گے اور ہمارے ملک کے افراد نیلامی کی مارکیٹ میں سب سے سنتے بک جائیں گے ہم ایک غلام معاشرہ ہو گا اور ٹوٹل یہ میں الاقوامی آقاوں کے ہاتھ میں ہو گا یہ رجحانات ہمارے ڈیولپ ہو رہے ہیں اور دن بدن آگے آرہے ہیں۔

جناب اسیکر دیلے بجٹ کے متعلق عوام الناس کا تاثر میں الاقوامی دنیا میں اور اس ملک کی تاریخ میں یہ ہوا کرتا تھا کہ چلو بجٹ آ رہا ہے اور کچھ خوشیاں ہماری جھوٹی میں بھروسے گا کچھ نیکس کم ہو جائیں گے اور کچھ ستائی ہمارے پاس آجائے گی اور کچھ ڈیولپمنٹ ہوں گے لیکن بہت سوس کی بات ہے کہ آج بجٹ کا آنا۔ تو عوام الناس پر کچھی طاری ہو جاتی ہے خدا خیر کرے کہ اس دفعہ پھر بجٹ آ رہی ہے اس میں کون کون سے آفات نازل ہوں گی کون سی جیزیں منگی ہوں گی یہ ہمارا تجربہ ہے جو بھی بجٹ آتا ہے اس میں دس سے بیس سے بیچس پر سندھ تمام اشیا کی منگانی ہو جاتی ہے اور اب تو میرے خیال میں بجٹ کی اہمیت ہی ختم ہو گئی ہے کیونکہ ہر ایک ڈیڑھ ماہ کے

بعد منی ہجھوں کا قرار ہے ایک تو اب مرکزی گورنمنٹ نے ایک فارمولہ ایجاد کیا ہے کہ بجائے زہر کا گھونٹ ایک دفعہ عوام کو پلاڑے اس گھونٹ کو اب تقسیم کروے۔ اور پھر خوب لوٹ لیتے ہیں کیونکہ انہوں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ بجٹ کا مطلب پیسہ کماو جیب میں والوں کی انتخابات ہے پھر مارکیٹ میں جاؤ۔ مت پوچھو کہ آپ نے عوام کے ساتھ کیا وعدے کئے کیا پورے کئے بس خریدیں مختلف استیجعہ ہے خرید کرتے جاؤ اور پھر اسیلی کی کرسیوں تک پہنچو جو بھی تکیں لگاتے ہیں یا جو امپورٹ پر بنن لگاتے ہیں وہ اپنے مخصوص گروپ کے مفادات کی وجہ سے لگاتے ہیں اس کو سامنے رکھ کر قوی مفادات کو کبھی سامنے نہیں رکھا ہے کہ سینڈ پینڈ گاڑیوں کو اس طرف بین گئی ہے اس لئے کہ سوزوکی والوں کے ساتھ سودا ہو گیا ہے کہ ہماری گاڑیاں نہیں بکتی ہیں ان پر پابندی لگا دو اتنا کروڑ روپے فلاں دفعہ مرچ پر بنن گئی ہے اس لئے کہ فلاں کے پاس بہت اشਾک مرچ پڑی ہوئی ہے جب تک وہ مرچ نہیں بکتی ہے اس وقت تک یہ بین ہے پھر فلاں کے تکیں اور کرو فلاں کے تکیں نیچے کر دیں یہ ساری باتیں ہیں۔

جناب اسپیکر : یہ صوابی بجٹ پر تقریر کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر گلیم اللہ خان : (وزیر) اس کا تعلق بھی صوابی بجٹ کے ساتھ ہے اب میں اس کے متعلق بھی بات کروں گا۔

میر محمد صادق عمرانی : جناب انہوں نے غیر پاریمانی الفاظ کہتے ہیں حذف کئے جائیں۔

جناب اسپیکر : یہ الفاظ حذف کئے جائیں۔

بھکم اسپیکر کا روائی سے حذف کئے گئے۔

اس لئے کہ اس کا یا کیا یک رد عمل ظاہر نہ ہو جائے اب یہ بجٹ ہے اب اس کے بعد تسلسل سے بجٹ آتے رہیں گے اسے رہیں گے اور جو عوام میں قطرہ خون کا ہے وہ بھی نہیں زیلیں گے تو لہذا بجٹ کا کوئی مطلب ہی نہیں بنتا ہے اس کا سب سے بڑا رجحان

ہے اس کا ذمہ دار کون ہے اس کے لئے میری ناقص رائے یہ ہے اس کی سب سے بڑی وجہ اس کی نا احتلی ہے بدترین چوری اور خود غرضی ہے۔ مرکز میں جو لوگ پیشے رہتے ہیں بد قسمتی سے ان کے رجحان اس طرح ڈیولپ ہو گئے ہیں کہ سیاست کا مطلب کیا ہے سیاست کا پہلے تو مقدمہ یہ تھا کہ عوام الناس کی خدمت خرید کر کے اس مارکیٹ میں آتے ہیں لیکن آج کل سیاست کے رجحانات اس طرح ہیں جس کے جیب میں زیادہ پیشے ہیں وہ اتنا زیادہ خرید سکتا ہے خرید لے۔ جب ہم اسیبلیوں میں آتے ہیں اسیبلی میں لگا ہوتا ہے جس کو لوٹے کہتے ہیں بولی ہوتی ہے لہذا عوام الناس کی رائے عوام کیا کتنی ہے عوام کیا چاہتی ہے اس کے لئے بحث کا مسئلہ نہیں ہے بحث جو بناتے ہیں جو کرسیوں پر پیشے ہیں ایک دفعہ ایک گروپ کی باری ہوتی ہے وہ خوب لوٹ لیتے ہیں دوسری دفعہ دوسرے گروپ کی باری ہوتی ہے۔

بھکم جناب اپنے کارروائی سے حذف کر دیئے گئے۔

مرکزی بحث پر اس کے اثرات پڑتے ہیں۔ اس لئے میں یہ بات کر رہا ہوں مطلب یہ ہے کہ مرکز سے اور یقین سب سوداگری کی باتیں ہیں میں نے کہا یہ مرکز کے ہاتھ میں ہے ہم جتنی بھی تفصیل میں جائیں بھیک سے کیا بحث بنانی ہے کہ فلاں پیسہ ادھر خرچ نہیں ہوا فلاں ادھر خرچ نہیں ہوا تو اس بحث میں توازن پیدا کرنے کے لئے کیا طریقہ کارہونا چاہئے ہمارے خیال میں۔

جناب اپنے کارروائی سے حذف کر دیئے گئے۔

ڈاکٹر حکیم اللہ خان : (وزیر) یہ صوبائی بحث ہے اس میں توازن نہیں ہے۔
ڈاکٹر حکیم اللہ خان : (وزیر) یہ صوبائی بحث کا معاملہ ہے اس پر کوئی بھی رائے ظاہر کر سکتا ہے چونکہ میں بحث کی اکنامکلی بات کر رہا ہوں۔ لہذا اس کے تسلسل سے آرہا ہوں چونکہ اس کے اثرات ہمارے بحث پر پڑتے ہیں لہذا ان کی سب ساعیتوں پر مجھے کچھ روشنی ڈالنی دیجئے۔ تو اس میں مسئلہ یہ ہے کہ ایک ایماندار گروپ جب اقتدار میں آجائے۔

میر محمد صادق عمرانی : جناب ڈاکٹر کلیم اللہ صاحب نے اس بیلی کو کہا ہے اسے
حذف کر دیا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر : یہ الفاظ حذف کئے جاتے ہیں۔
بھکم جناب اسپیکر کا روای سے حذف ہے۔

مرکزی بجٹ کے اثرات چونکہ صوبائی بجٹ پر پڑتے ہیں اس لئے میں اس کے
تناسب سے بات کر رہا ہوں یہ بجٹ کا جو مسئلہ ہے اس سے ان کا کوئی تعلق نہیں رہتا
بس پیداگری شروع ہے مرکز اور نیچے بس یہ سب سوداگری کی باتیں ہیں بجٹ تو آئی ایم
ایف اور مرکز کے باقاعدہ میں ہے ہم جتنے بھی باتیں کریں بھیک سے کیا بجٹ بناتی ہے کہ
فلال پیسہ ادھر خرچ نہیں ہوا فلال پیسہ ادھر خرچ نہیں ہوا۔ تو اس بجٹ میں توازن پیدا
کرنے کے لئے کیا طریقہ کار ہونا چاہئے۔

جناب اسپیکر : صوبائی بجٹ کی بات کریں اس میں توازن نہیں ہے یہ صوبائی
اس بیلی ہے صوبائی بجٹ کی بات کریں ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر کلیم اللہ خان : (وزیر) جناب یہ مرکز سے صوبائی بجٹ تک یہ بجٹ کا
مسئلہ ہے آپ اس میں سب باتیں کر سکتے ہیں رائے ظاہر کر سکتے ہیں میں بجٹ کی بات
کر رہا ہوں اس کی اکافوی کی بات کر رہا ہوں لہذا اس کے تسلیم سے آرہا ہوں اس
کے سب سائیڈوں پر مجھے روشنی ڈالنے دیجئے۔ تو اس میں مسئلہ یہ ہے کہ ایک ایماندار
لوگ کری پر آجائیں تو اس سے صوبوں کی قسم بدل سکتی ہے۔

اس میں جب تک منصونہ دولت کی تقسیم نہ ہو جائے اس وقت تک ہمارے
بھٹوں کا یہ حال رہے گا منصونہ تقسیم کس طرح ہونا چاہئے ہمارا بجٹ چونکہ 95 فیصد
مرکز سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے میں اس کا حوالہ دیتا ہوں کہ اس سال مرکزی بجٹ
پانچ سو ارب کے قریب ہے اور تین ارب ڈالر پیسے باہر سے آرہے ہیں تقریباً پانچ سو
چھ سو ارب روپے باہر سے آرہے ہیں اس میں اس صوبے کو کیا مل رہا ہے ساڑھے چھ

سو ارب میں سے آپ کو اپنے ریسورسز کے 15 ارب بھی اپنے سورسز کے نہیں مل رہے ہیں باقی پیسے کدر گئے کماں پر خرچ ہوئے کس مد میں خرچ ہوتے ہیں اگر ہم پوچھتے ہیں تو میرے بھائی ناراض ہوتے ہیں کہ جی اس پر ہات نہ کریں اس سے آپ اسلام اور قانون سے نکل جاتے ہیں اگر میں اسکا حساب آپ کو دے دوں کہ پاکستان بننے کے بعد اب تک پچاس سال ہوئے ہیں اور ہر مرتبہ اندر وہی ذراائع اور بیرونی لوگ ہمیں پچاس سال میں ملتے ہیں اگر ہم پچاس سال کا حساب لائیں تو کمروں ڈارین جاتے ہیں یہ کمروں ڈار کماں گئے ہیں ہم تو اسی صاف زمین پر ہیں نہ ڈولپنٹ ہے نہ کوئی اور سلسہ ہے۔

نہ ڈولپنٹ ہیں نہ روڑ ہے نہ فیکٹری ہے اور اسکے سود ایک سو چالیس ارب یا ڈیڑھ کو ارب ان کے سود اور تھوڑا سا اصل ذرہاتی سب سود اور سود بھی اتنے کر کے تین ایک فیصد سے لے کر بین الاقوامی سود ہوتے ہیں یہ پیسے کماں چلے گئے پچاس سال کے کمروں ڈار کدر گئے ہم اور آپ کس نیت پر بیٹھے ہوئے ہیں یہ کیا چلے گئے بانی کسی نے آج تک حساب کیا کوئی حساب نہیں کرتا ہے کہ بس مسلمان ہے پاکستان والے ہیں خبر خیریت ہے کوئی اس کے متعلق بات ہی نہ کریں یہ پیسے سارے یا سندھ اور ہمارے بڑے بھائی یا پنجاب یا دوسرے جگہوں میں چلے گئے صرچ میں آپ کو لاہور اس دن میں ویژن بحث مباحثہ ہو رہا ہے کہ ماخولیات خراب ہو رہی ہیں تو اس میں ایک ہزار ہاتھا کہ صرف لاہور شریں پچاس ہزار کارخانے بننے ہوئے ہیں جس میں سات ہزار کارخانے اس طرح کے جو بہت آلوگی پیدا کرتی ہیں ایک شریں پچاس ہزار کارخانے تو آپ پاکستان کے دوسرے ماچھڑ جو بننے ہوئے ہیں ان کو دیکھ لیں کتنے کارخانے ہیں کتنے کارخانے بننے ہوئے ہیں کراچی کے صرف کوئی چھوٹا سا جگہ ہے صرف کوئی میں ٹھائی سے تین ہزار کارخانے ہیں صرف کوئی میں یہ پیسے کماں چلے گئے پیسے تو سارے ادھری چلے گئے اور ان کے سود میں ہم شمار اور شریک ہیں کیونکہ ہم میں سے غریب

ترین آدمی روزانہ کم از کم پھاٹس یا سورپہیہ لیکن دیتا ہے تمل بھلی فلاں کے مد میں دیتا ہے باقی کو چھوڑ دیں سو میں ہم شریک ہیں اصل زران کے گھر میں ہے پھر کتنا ہے کہ خیر خبریت کچھ بھی نہیں ہوا اور پھر کیا کرتے ہیں جب ان کو پیسے دیئے جاتے ہیں اس سال تیس ارب روپے معاف دوسرے سال میں ارب روپے معاف تیرے سال پندرہ ارب روپے معاف سارے کرتے ہیں اور ان کا رخانوں پر ان انڈا شری یو ٹس پر میرے خیال میں بھلی کے مد میں گیس کے مد میں ٹیلی فون کے مد میں کھربوں روپے کھربوں مد میں ان سے کوئی نہیں پوچھتا اور ہر بلوچستان میں بس کو اسی نوے سو کروڑ روپے بھلی کے وہاں ہونا یا ہوا ہے کہ ہاا آپ لوگ کھا گئے کہ بابا آپ لوگ جو ہر سال واش کرتے ہیں اس کو ختم کر دیں خیام الحق کے وقت میں تیس ارب روپے ایک وحدہ معاف کیا اب بے نظر کے نواز شریف نے معاف کر کے ادھر پلے جاتے ہیں کھربوں روپے معاف اور ادھر پلے جاتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی اور بھی تقسیم ہے یہ صران پینک فراڈ ہے صران پینک میں دو ارب فرق تاج کھپنی کے فراڈ میں پانچ ارب فرق اور یہ کو آپریٹو پینک میں آٹھ ارب فرق اور ایگری کلپر پینک فراڈ میں اتنے ارب روپے فرق یہ اور ادھر معافی اور ادھر سارا ہیہہ اور ہر چلا گیا اب آپ اس میں دیکھ لیں کہ ہم کس پوزیشن میں ہیں کیونکہ یہ غیر مساوی تقسیم جو ہے اس میں ہم کو اس حد تک پہنچایا ہوا ہے اور اس کا واحد طلاح ہتنا بھی ہم روے جتنی بھی کہیں یہ کیوں نہیں ہو رہا ہے اور وہ کیوں نہیں ہو رہا ہے یہ چھوٹے بھیک مانگنے سے کچھ نہیں ہو گا سائی صرف واحد طریقہ قوی خود عماری پاکستان کے اندر ہر قوم کو اپنے اندر ورنی خود عماری اپنے ذرائع پر ہونا چاہئے میں تو کتنا ہوں رسیوریز لوگوں کو چھوڑ دوں صرف وہ لوں مثلاً "اس سال تین ارب باہر سے لوں آئے کم از کم وہ گرانڈ تو چھوڑے وہ دوسرے مفت بھیک تو چھوڑے وہ لوں کی گرانٹ تین ارب میں اگر ہم کو اپنا وہ لوں کا ملے سال ہے سال ہم کو اپنا حصہ وہ لوں کا ملے تو اس سے دس گنا ہم زیادہ ترقی کرتے جائیں گے لیکن نہیں بس کوئی پوچھنے والا

نہیں ہے تو لذا جب تک یہ قوی خود مختاری صوبوں کے اندر نہ دیئے جائیں اور ہر ایک کو اپنی ریسورسز پر کنٹرول کرنے کی اجازت نہ دی جائے ہر ایک اپنا حساب کتاب رکھیں پھر ہم بھوک سے مرتے ہیں بھی ہمیں منظور ہے ہم دوسروں سے لوں لیتے ہیں ہم کیا کرتے ہیں کیا نہیں کرتے ہیں بھی ہمیں یہ منظور ہیں یہ سارا سلسلہ وہ ایک دینما تی میلے پر چارہ تھا تو اس نے ایک چونی یا آٹھی دو تی کے ساتھ یا اپنے پڑو کے ساتھ ہاندھ لیا تھا میلے میں کسی نے اس کو بچوں نے اسے شراتیوں نے اسے کھول دیا تھا بعد میں ڈھونڈتا رہا وہ پیسے نہیں تھی جلدی سے میلہ کو چھوڑ کر بہت بور ہوا گاؤں آگیا لوگوں نے پوچھا کہ پاہا میلے کا حالت ہتا کہتا ہے کچھ میلہ نہیں ہے سارا مسئلہ انہوں نے میرے پیسوں کے لئے بنایا بھی ہے نہیں ہے کیا ہم اس سے نہیں پوچھ سکتے کہا جاتا تھا بلوچستان جو ہے نہ یہ پاکستان کا اقتصادی مستقبل ہے اب پاکستان میں یہ سوچ رہا ہے کہ مستقبل ہمارا پاکستان سے الٹیج ہے بلوچستان کے ساتھ میں کتنا ہوں یہ نیک ہے تو وہ مستقبل آپ پھر کس طرح استعمال کریں گے آیا یہ کوئی چراہ گاہ بنے گا آپ چلتے آہیں گے اوز آتے رہے گئے یہاں پر جو کچھ ہوا آپ لے جائیں گے اور یہاں کے ذرائع Resources کچھ بھی تھا آپ لوٹ کر لے گئے وہاں پر بھی خیر خیریت ہے یا آپ اس کو ڈوبھ کریں گے تاکہ اس ڈوبھنٹ کے بعد ہم لوگ بھی کچھ کھا سکیں اور آپ آپ لوگ بھی کچھ کھا سکیں فعل حال تو نظر ان کی چراہ گاہ کی ہے کہ بس ہمارے مستقبل کے لئے بہت ہی بدترین ہمارے لئے بہت ہی غیر صحت مند Trend ہے۔ پاکستان کی بنا کے لئے بہت ہی بدترین Trend ہے جو آپ چلا رہا ہے اور جس نظر سے دیکھ رہا ہے میں سوچتا ہوں کہ تمام اس پر اولس کے لئے ایک کراچی شر کے ایک سو تین ارب روپے کا ہیکچع ایک لاہور کے لئے سڑارب روپے کا ہیکچع ایک شر کے لئے اور تمام صوبے کے ہم کاپ چیز رہے ہیں کہ یا خدا یا خدا ہمیں ایک ارب روپے جو ہماری Resources سے کھاتا ہوا ہے

وہ ہمیں ملے گا یا نہیں تھی تھیک ہے ہم تو وہ سوتیلی ماں کے پچھے بھی نہیں سمجھیے ہیں دور سے پیٹھے ہوئے ہیں کبھی ان کو باد آتا ہے کہ یار اور بھی ایک نقیر بیٹھا ہوا ہے ان کے سچکوں میں بھی تھوڑا سا مسئلہ ڈال دیں تو لہذا اس تمام اس سیاست پر فہرست کرتا ہے اور اگر ہم اسی طرح چلتے رہے اسی طرح غیر منصفانہ تقسیم کا دولت کا تو میرے تو خیال میں یہ ملک کبھی بھی نہیں رہ سکتا جائے آپ اس کو کچھ بھی کہیں یا کچھ نہ کہیں دوسری ہات اسی طرح کچھ غیر منصفانہ تقسیم ہمارے صوبوں میں ہے میں ہمارہ اس کی نشاندہی کرچکا ہوں ہم کبھی بھی یہ نہیں چاہتے کہ ہم انسانوں کے درمیان نفرت پیدا کریں ہم سب انسانوں کے قدر کرتے ہیں سب قوموں کی قدر کرتے ہیں کبھی بھی ہم نے اپنے آپ کو محدود نہیں رکھنا چاہیں گے کیونکہ آج دنیا ایک گھر بن رہا ہے کوئی بھی اپنے لکیر کو محدود نہیں رکھنا چاہتا ہم چاہتے ہیں کہ سارے دنیا ہمارا گھر ہو ہمیں آزادی ہو ہم اور جائیں یا اور جائیں لیکن اس قیمت پر نہیں جہاں پر ہمارا شخص اور ہمارے حقوق مارے جائیں اس قیمت پر کبھی نہیں اس کے لئے ہم ضرور لڑیں گے اس قیمت پر کبھی نہیں اور صوبے میں جو کچھ مل رہا ہے ہم چاہتے ہیں کہ صوبہ ترقی کرے۔ لیکن یہاں پر جو بھی توازن ہے اس کو بھی قلط رکھا گیا ہے بلوچستان میں دو قومیں صوبہ ہوتے ہوئے اس کے شمال میں جس کو ہم جنوبی پشتون خواہ کہتے ہیں پہمان آباد ہے اور اس کے جنوب میں ہمارے بلوچ بھائی آباد ہیں لیکن اگر آپ اس کا تجویہ کریں ہم نے کبھی بھی بخدا بدنتی سے نہیں کہا ہم چاہتے ہیں کہ سب آباد ہو جائیں جو بھی بھیک ملا ہے وہ تو ایک سایہ پر چلا گیا ہے میں ہمارہ اس کی مثال دیتا ہوں سینڈک کا پروگرام چودہ ارب پسلے اس سال وہ کہتے ہیں چہ ارب اور اسٹاف وغیرہ کے لئے ہائے میں ارب روپے ہوتے گو اور چہ ارب اور چھیس ارب اور چھائیں اسی طرح پہنچی ہے اس طرح حب پاور ہے اور حب ریلانڈری ہے اسی طرح روڈ گو اور روکراچی اور اسی طرح روڈ ٹھانٹان روکراچی ہے اسی طرح پت فیڈر ہے پنگوال ڈیم ہے اور بڑے منصوبے ہیں بھل کے

منسوبے ہیں اربوں کے حاب سے ہیں یہ پولے قمیں سوارب کے منسوبے بنتے ہیں
اچھی بات ہے مگر ہمارے خلطے پر بھی ہونے چاہئیں ہم اپنے بھائیوں سے رکھنیست
کرتے ہیں کہ ہمارے خلطے پر بھی کچھ حقوق ملنے چاہئیں لیکن مدارد۔ اس سال ڈولپسٹ
کی اسکیمیں جو ہم نے نئی اور جاری اسکیمیں بہت مسیکنی میں نہایت ہے۔ ہمارے ہک
پاس کے اس طرف پانچواں حصہ اس طرف ہے جاری اسکیمیں ہے غیر توازن ہے
انسان اس کو محسوس کرتا ہے۔ تو اس سلسلے میں ہمیں سوچتا چاہئے اس کے کیا نتائج
لکھتے ہیں نتائج یہ ہیں ہمارے جنوبی بلوچستان میں بے روزگاری کا مسئلہ ہو گا لیکن اتنا
زیادہ نہیں جس کو ہم فیں کر رہے ہیں جنوبی پشتوں خواہ یا شمالی بلوچستان میں ہم فیں
کر رہے ہیں آپ یہ دیکھیں کہ ہر سال دس چھدرہ سال کے نوجوان دس چھدرہ ہزار
روزگار کے میدان میں داخل ہوتے ہیں۔ ان میں ہمارے پاس ایس ایڈیشن اے لی
چھ نوکریاں ہیں کلیم اللہ کے دفتر کا چکر لگاتے ہیں لوگ دندناتے پھر رہے ہیں ہم نوکریاں
کہاں سے دیدیں؟ اور ارباناٹیزیشن شہروں کی طرف رخ اتنی اسپیڈ سے ہوئی ہے آپ
اندازہ نہیں کر سکتے گاؤں کے گاؤں خالی ہو رہے ہیں بلکہ ہماری تو بد بختی ہے کہ جنوبی
پشتوں خواہ کے ہر گمر سے دو تین افراد لگتے ہوئے ہیں کراچی ہے سندھ ہے ہنگامہ ہے
ہمارا جنوبی بلوچستان ہے للاں دربدار ٹھوکریں کھاتے رہتے ہیں ہر گمر سے تین چار افراد
ان لوگوں کی وجہ سے کوئی شر میں ہیں۔ گدھا گازیاں ہیں ریڑھیاں ہیں فٹ پاٹھیں ہیں
للاں ہیں لوگ بھوکے مر رہے ہیں اس کے بعد ہماری انتظامیہ کبھی ہوش میں آجائی ہے
ہم اس کے بھی ڈالاں ہیں ہم نے ہیش یہ سوال کیا ہے کہ گورنمنٹ کے فرائض میں
ہوتے ہیں ہماری گورنمنٹ کمزور ہے اس کے بجائے مرکزی گورنمنٹ ہم اس میں ڈیولی
ہے کہ ان لوگوں کو روزگار میا کریں روزگار نہیں ہے تو شام اپنے ہمار پانچ چھ بچوں
کے لئے کچھ تو کمالائے دو چار ماٹھے رکھ کر کے یا فٹ پاٹھ پر کچھ چیزیں رکھ کر کے اس
لئے شام کو کچھ لے جانا ہے اور ہر سے ڈھا ڈھتا ہے اور ڈھٹے سے مال پولیس والے

لے جاتے ہیں کچھ بہاد کر دیتے ہیں کچھ توڑ دیتے ہیں ریڈھیاں جلا دیتے ہیں فلاں ہے۔
 یہ روزانہ لڑائی مسلسل جاری رہتی ہے اور یہ جنگ کب تک جاری رہے گا کیا ہزاروں
 سالوں لاکھوں انسانوں کو کچھ دے سکتے ہیں نہیں کیا ہمارے پتوں کا مستقبل ہے یا
 نہیں۔ بخدا کچھ بھی نہیں ہے تاریک ترین دن روز بروز ہمارے ساتھ آرہے ہیں
 تاریک ترین دن ہے یہ ہزاروں لوگ جو روز آتے رہتے ہیں اب تو کراچی کے
 دروازے بھی بند ہو گئے ہیں سندھ کے بھی بند ہو گئے ہیں کبھی فارن سے ان کو بھگا دیتے
 ہیں کبھی رہنے دیتے ہیں۔ فارن ممالک تمام بند مزدوری کے لئے افغانستان جانا پڑتا ہے
 اور ہر بھی ہماری بدقسم ہے اور ہر بھی ہمارے مسلمان بھائی ایک ہی کلمہ پڑھ رہا ہے دوسرا
 بھی کلمہ پڑھ رہا ہے لا الہ الا اللہ ادھر سے بھی ہے ادھر سے بھی ہے۔ آج بھی کامل
 خون میں رٹا ہوا ہے آج بھی قدر ہمار کو خون میں رنگ رہے ہیں اپنے لوگوں کو مار رہے
 ہیں وہاں پر تو ہزاروں لوگ در بدر پھر رہے ہیں آخر ہمارے لوگوں کے لئے کہاں جانے
 کا راستہ ہے کیا ہمارا کوئی مستقبل ہے کچھ بھی نہیں ہے تو لہذا جب تک بندور لہ آرڈرن
 بنے اس صوبے میں نئی ترتیب نہ بنی یہ صوبائی بجٹ یہ چھوٹی مولیٰ چیزوں میرے خیال
 میں کچھ نہیں ہمایہ ہمایہ سے لوتا ہے بھائی بھائی سے لوتا ہے جب فراوانی ہوتی ہے
 ہمایہ بھی خوش گاؤں والے بھی خوش۔ ہم نیستی کی زد میں آئے ہوئے ایک بھائی اور
 دوسرے سے لڑ رہا ہے تو لہذا ہمیں ہر طرف دیکھنا چاہئے یہ ایک ارب روپے یا کچھ اور
 اس سے ہمارے مستقبل کا کوئی منصوبہ نہیں ہے۔ میرے لئے یہ کچھ نہیں جب لاہور
 میں پھاس ہزار کار خانے بن سکتے ہیں جب کہیں اور ترقی ہو سکتی ہے تو کیا چیز اس صوبے
 میں نہیں ہے کون سی چیز ہے جس پر بیسوں کار خانے نہیں بن سکتے ہیں سک مراد ادھر
 سے جارہا ہے لیبر ادھر سے جارہا ہے بھلی ادھر سے جارہا ہے کار خانہ کراچی لاہور میں
 بن رہا ہے رائیٹریل ادھر سے جارہا ہے کار خانے ادھر بن رہے ہیں کون سی تک ہے
 کونا انصاف ہے؟ بلدا ہم ان جزل یہ سکتے ہیں کہ اس صوبے اس ملک میں اس صوبے

میں نیا تقسیم نیا طریقہ نیا معاہدہ نہ ہو جائے اس وقت تک اس ملک کا مستقبل حسمیہ
ہے۔ کوئی برائی کو مانے کوئی غلط اس کو مانے۔ میں تو عمومی ذکر کر رہا ہوں لیکن جیسا کہ
سرور خان نے کہا ہے میں بنیادی ہاتھیں کر رہا ہوں میں کس چیز پر مشورے دوں کس
بھیک پر مشورے دوں بھر حال ہمارے مشورے میں بہت ہی خراپیاں ہیں وہ خراپیاں
اپنی جگہ پولیس کے متعلق سرور خان نے بتایا ہے یہ واقعی ہے یہ مرکز کی طرف سے ہے
عدلیہ اور انعامیہ کا بتایا ہے پولیس بد نجتی یہاں ہے دوسرے ملکوں میں تو پولیس کو مخالف
بھتتے ہیں یہاں پر جیسے بجٹ سے ڈرتے ہیں اسی طرح پولیس سے ڈرتے ہیں کہ کیا کون
سی بلا پھرنازل ہونے والی ہے جب پولیس کو دیکھتے ہیں اس پولیس پر ہمارا سوا ارب
روپے خرچ ہو رہا ہے اور پولیس بجائے اس کے لوگوں کو تحفظ دے جدھر بھی پولیس کی
چیزیں اس کے پیچے تمام دنیا کی برا بیانیں قطار ہیں۔ ہم درخواست کریں گے کاپینہ میں
عرض کریں گے جو علاقہ بچا ہوانے اس زد سے بچاؤ۔ ان کو بچا رہنے دیں وہاں پر جو
لیوڑ ہے لی آرپی ہے اس کے ہا وہ جو دوہوڑہ کوئی کنٹرول نہیں کر سکتے ہیں بندوقیں چوک پر
لئے کھڑے ہیں ہمیں ملیشیا طلب کرنا پڑتا ہے ایف سی ہے اتنا خرچ کرنا پڑتا ہے کیا
ضرورت ہے ہم اس پیسہ کو ضائع کرتے ہیں کیا ہم اپنی بیشل سکیورٹی فورس ڈولپ نہیں
کر سکتے۔ کیا قوموں سے اپنے فورس مانگ کر ان کو جدید خطوط پر زینگ دے کر ان کو
اچھی تحریکیں دے کر ان کی ذمہ داری فکس کر سکتے ہیں ان میں قوی لوگوں کی ذمہ
داری لگائی۔ اب یہاں پر ڈیڑھ ارب روپے خرچ ہو رہے ہیں اور دن بدن برا بیان
بڑھتی جا رہی ہیں میری بھی یہ خواہش ہے کہ ہم اپنے صوبے کی طرف سے کیونکہ ہماری
قوی شافعی مذہبی پس مظراں طرح سے ہے کہ ہمارے پولیس کے درمیان مطابقت نہیں
ہوتی ہے جب یہ نہیں ہے لہذا ہم ریکونسٹ کریں گے اس کو قوی سکیورٹی فورس کو
اچھی زینگ دے کر اس کی یہ ذمہ داری لگائیں آپ دیکھیں گے اسی نیصد برا بیان ختم
ہو جائیں گے کیونکہ اس کو پڑھے ہے چور کون ہے صاف کون ہے سب پڑھے ہے۔ سب

ملا تے کا پتہ ہے۔ لہذا میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں باقی لمکنکلیشیز میں جانا کہ بھیک کے پیسے آئیں گے کہ ہر لگانے ہیں اس سے ہمارا مستقبل کبھی بھی نہیں سدھ رکتا ہے جب تک ہمیں اپنی ریسورسز نہیں ملیں گے اور اپنے گے کے مالک نہیں ہوں گے۔

جناب اپیکر : شکریہ ڈاکٹر صاحب جناب ارجمن داس بگشی صاحب۔

مسٹر ارجمن داس بگشی : بہت مریانی جناب اپیکر بجٹ کے حوالے سے بولئے سے پہلے میں اتنا عرض کروں گا۔

روئیدا و ہماری سنی تزوہ رو دیئے۔ جب موجودہ حکمران ہمارے صوبائی اور قومی بجٹ کے وقت اس اعداد و شمار کی جادو گری اور ستم گری سے نالاں ہیں اور اس وقت وہ حکومت کی اقتدار کی کرسیوں پر جلوہ افروز بھی ہیں اب ہم تو یقیناً ان کے رونے میں ضرور ساتھ دیتے ہوئے دعا بھی کرتے ہیں جناب اپیکر بجٹ تو یہ صوبائی۔ اب یہ ہاتھے کی چند اس ضرورت نہیں رہتی چونکہ اس وقت اگر دیکھا جائے ایک محب وطن شری بن کر جائزہ لیا جائے تو اس وقت لگایہ ہے کہ اس وقت ہمارے سماجی ادارے زبردست اخحطاط کا فکار ہو چکے ہیں۔ تعلیمی ادارے ہوں یا صحت کے ادارے ہوں اس وقت روپہ زوال ہیں ہمارے شری قائم قانونی اور آئینی حدود سے محروم ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ ہر سوت آلوگی اور بد مزگی نظر آرہی ہے سڑکیں ہوں یا محلوں کی نالیاں ہوں اس وقت آلوگی کو ملاحظہ کر کھا جائے اس وقت ہر شری آج اس سسٹم نظام کی درہم برہم ہونے کی وجہ سے ہر ایک شری متاثر ہو رہا ہے سڑکیں کھنڈرات کا نقش پیش کر رہی ہیں اپنال ہمارے لفظ زدہ بستیاں بنتی جا رہی ہیں جمال تک رسٹ آدمی ہمارے ہو کر کل رہا ہے۔

جناب والا کچھ دنوں سے اخباروں میں ہماری ایک بچی کے ہمارے میں متواتر خبریں چھپ رہی ہیں بہت دکھ ہوتا ہے جہاں ایک انسان صحت کے حصول کے لئے اپنال میں داخل ہوتا ہے اور بد قسمتی سے اس کو نظرانہ لاش کا ملتا ہے۔ بیماریوں کی کثرت

ڈاکٹروں اور دوائیوں کا فقدان۔ قومی صحت کا گراف روز بروز گرتا جا رہا ہے ہماری خوراک میں مضر صحت اجزا کی موجودگی اب کوئی مفروضہ نہیں رہا ہے دفاتر میں کسی شری کا کوئی جائز کام بغیر کمیش کے نہیں ہو رہا ہے جناب اسپیکر آج اسلامیان صوبائی ہوں یا قومی ہوں حکمران طبقہ کی رقبابت باہمی آمیزشوں تک محدود ہو کر رہ گئی ہیں۔ گالی گلوچ تک محدود ہیں مظلوم طبقہ کے لئے انصاف حاصل کرنا ایک خواب بن چکا ہے منگائی اور غربت میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے ہماری اقتصادیات اس طرح مرتب ہوئی ہے کہ اس میں ان مسائل کا کوئی ممکن حل نظر نہیں آتا۔ معیشت قرضوں کے اوچھیں میں پہنچ کر رہ گئی ہے۔ بین الاقوامی مالی ادارے ہمارے حقیقی حکمران بن گئے ہیں وہ ہمارے لئے اقتصادی پالیسیاں بنارہے ہیں قومی آمد فی کا اسی نیصد دفعائی اخراجات فوج انتظامی اخراجات قرضوں پر سود کی ادائیگی پر صرف ہو رہا ہے جو رقم فوج جاتی ہے اس میں سے اڑھائی نیصد تھیم ایک نیصد صحت عامہ اور چار نیصد ہاؤسٹک فویلک پلانگ پر خرچ ہو رہی ہے اس قلیل رقم سے کوئی شعبہ ترقی نہیں کیا رہا ہے۔

جناب اسپیکر ہمارا سماجی شعبہ شدید دھاوا کا فکار ہے اس پر طریقہ کہ آہادی کی شرح تین اعشاریہ ایک نیصد بڑھ رہی ہے جو ہمارے اداروں کو مزید تاثر کر رہی ہے موجودہ قومی بجٹ نے عوام کی توقعات پر کاری ضرب لگادی ہے اور ہم سونپنے پر مجبور ہو چکے ہیں کہ پاکستان میں کوئی شخص نہیں جوان کے حالات پر کنٹرول کرے سامنے آئے اور اصلاح احوال کے لئے کچھ ثبت اقدام کر سکے۔ جناب حکمران اپنے لئے تو بڑی بڑی آسائشیں خرید رہے ہیں اور عوام کو مشورہ دے رہے ہیں کیونکہ سات ارب چالیس کروڑ کا خسارہ ہے لہذا اس خسارے کو چالیس ارب کے لئے بیکسوں سے پورا کرنا آپ سب کے قومی اور ملی ذمہ داری ہے فریضہ ہے جناب یہ کیا تفاصیل ہے چالیس بلین کے اضافی بیکسوں سے پیدا ہونے والے منگائی کا فریت اگلے سال بلکہ ابھی سے انہیں جنہوڑتا ہوا محسوس ہو رہا ہے جناب اسپیکر بقول ارشد بجٹ تو عوام کی امکنون کا آئینہ

دار ہونا چاہئے بلکہ میں یہ کہوں گا حکمران اور حق حکمرانی فرض حکمرانی یہ بڑی مقدس
جنہیں ہیں عوام میں سے بھی غائب ہو کر حکمران آتے ہیں لیکن جب وہ حکمرانی کے مسئلہ پر
جلوہ افروز ہوتے ہیں ان کو غریبوں کا احساس بھول جاتا ہے جناب اپنے آپ خود بھی
ایک پاصلحیت پا بسیرت ہمارے اپنے اپنے ہیں۔ آپ اندازہ لگائیں کہ ایک پچ دو گھوٹ
دووڑ کے لئے رواہا ہو اور اس کی ناں اس کو دووڑ میا نہیں کر سکتی آپ بتائیے اس
ماں پر کیا گزر رہی ہو گی غربت منگائی ہے روزگاری یہ آج ساری عوام اس پر گھوا جائی
ہے آج ہمارے نوجوان منگائی ہے روزگاری کی وجہ سے ذپریشن کے ٹکار ہو رہے ہیں
جناب اپنے تھوڑی دیر گل میرے ساتھی نواب عبدالرحیم شاہووالی صاحب نے عوام
کی تربیتی آپ کے سامنے رکھی۔

جناب اپنے اپنے : تھوڑی دیر قمل میرے کو گل میرے ساتھی نواب مہدی الرحم
شاہووالی صاحب نے تحریک التواء کے حوالے سے بھی عوام کے دلی تاثرات اور ان کی
تریخی آپ کے سامنے رکھی اس مقدس فورم کے سامنے رکھی میں ڈاکٹر کلیم اللہ
صاحب اور سرور خان صاحب کی اس بات کی تائید کروں گا کہ اس وقت سب سے پرانا
مسئلہ جو ہمارے مد نظر ہے وہ ہے روزگاری ہے ہمارے ہزاروں گرجویں اس وقت
پڑھ لکھ کر اس بے روزگاری کی انتہا تلبیوں اور مایوسیوں کے ٹکار ہو رہے ہیں آج
جناب اپنے صاحب صوبہ بلوچستان رقبہ کے لحاظ سے ہمارے پاکستان کے رقبہ کے لفظ
رقبہ کے لگ بھگ مشتعل ہے اور ملک کا پہاڑہ تین صوبہ ہے پاکستان کے دو گرد صوبوں
کی ۳۵ نیمی تلبیی شرح کی لبست بلوچستان میں یہ شرح صرف آٹھ ہے لیکن اس کے
باوجود بھی صوبے میں آج اعلیٰ تعلیم یافت ہے روزگار نوجوانوں کی تعداد اتنا تک پہنچ
چکی ہے وہ صوبہ جو ماہی گیری کی صفت سے سالانہ ۵ بلین زر مبادله ملک کو فراہم کر رہا
ہے وہ صوبہ جو ملک کو اپنی معدنیات مہنول گیس سگ مرمر کرمائش سونا اور تانپہ اور
دیگر معدنیات سے ملک کو کثیر سرمایہ فراہم کر رہا ہے تو پھر اتنی ہے تو روزگاری اور غربت

کیوں بلوچستان چونکہ ملک کا 44 فیصد جغرافیائی حدود پر مشتمل ایک صوبہ ہے اور آباد ملک کی آبادی کی 5 فیصد حصہ ہے اس صوبہ میں ہے روزگاری کی موجودہ شرح ماضی اور حال کے حکماں کی مکمل غفلت اور لاپرواہی کا نتیجہ ہے جناب اسٹیکرنہ تو مرکز کی طرف سے ہمارے تعیم یافتہ بے روزگار گرجویت جو اس وقت ہزاروں کی تعداد میں بانج پچھے ہیں ان کی طرف سے خاطر خواہ توجہ نہیں دی جا رہی ہے اور نہ صوبہ کی طرف سے آپ خود ہی اس چیز کا اندازہ کریں کہ اس وقت وہ ہمارے پچھے ہمارے بھائی وہ کماں جاتیں کیا ہم ان کو جیک ماٹلنے پر مجبور کر رہے ہیں کیونکہ وہ چھوٹی مولیٰ تجارت سے تو وہ ولیٰ ہی چلے گئے ہیں بے روزگاری اور منگائی ہر انسان کو متاثر کر رہی ہے حق اضطراب کا عالم ہے جہاں تک صوبائی بحث پر نظر جاتی ہے اس میں بھی بلوچستان کی وہی دیرینہ پسمندگی جو کہ شاید ہمارا مقدر بن چکا ہے اور وہی محرومیاں نظر آتی ہیں جو ہم ایک عرصہ دراز ہے دیکھتے چلے آ رہے ہیں آج اگر دیکھا جائے تو بلوچستان کی آبادی کے ناتاب کے حوالے سے دوسرے صوبوں کے کچھ ضلعوں اور شہروں سے بھی ہماری آبادی کم ہے لیکن اس کے باوجود نصف صدی ہونے کو ہے جناب اسٹیکر مالی پسمندگی کے ان چیزوں ہوئے اسرار و رموز سے بلوچستان کے تمام محب وطن لیڈران اکرام یہش پر دے چاک کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں اور وفاق کے علاوہ پورے پاکستان کو یہ پادر کرانے کی کوشش کرتے رہے ہیں حقیقت کی بیانوں پر وسائل کی اگر تنقیم ہوتی تو گزشتہ نصف صدی سے وفاق کی جانب سے جو امداد دینے کی تکرار جاری ہے وہ خود بخود یوں بند ہو جاتی کہ اگر بلوچستان کو اس کا جائز حصہ مل جاتا تو اسے مزید کسی امداد کی یا گرانٹ کی چند ضرورت پیش نہ ہوتی گزشتہ دنوں وفاقی حکومت کی جانب سے این ایک سی ایوارڈ میں ایک برس کی تاخیر سے بلوچستان کی پسمندگی میں مزید اضافہ ہی ہو چلا ہے جناب اسٹیکر آج اسی محرومیوں اور مایوسیوں میں ہم اقلیتیں بھی اپنے آپ کو گھیرا ہوا محسوس کر رہے ہیں جبکہ صوبہ بلوچستان میں اقلیتوں کی شرح آبادی لگ بھگ دو

فیصلہ موجود ہے قائد ایوان تشریف رکھتے ہیں وزیر خزانہ صاحب باہر تشریف لے گئے ہیں جب ان کی بجٹ بک کو پڑھا تو بت دکھ ہوا کہ باقی طبوں کے ساتھ ساتھ ہم اقلیتوں کو بھی فراموش کر دیا گیا اور اس پر طرہ یہ کہ اس بجٹ میں قوی ہو یا صوبائی اس میں خاتمن کو بھی ان کی ترقی کو بھی پس پشت ڈالا گیا ہے جبکہ گزشتہ سال کے قوی بجٹ میں خاتمن کی فلاخ کے لئے 135 ملین رکھے گئے تھے لیکن اس سال یہ بھی کم کر کے صرف ۶۰ ملین رکھے گئے ہیں جناب اپنے آج صوبہ بلوچستان میں تعمیری کام بھی خارے کے بجٹ کی وجہ سے متاثر ہو گئے۔ ترقیاتی کام بھی متاثر ہو گئے جیسے میں نے گزارش کی ہے کہ ہے روزگاری اور پائے بھی اس بجٹ میں نظر نہیں آتا ہے آپ اندازہ کریں اس وقت جب چھوٹے چھوٹے بچے مزدوری کے لئے نکلتے ہیں تو انسانی حقوق کی تنظیمیں ان بچوں کو کام کرنے سے بھی روکتی ہیں آج کا میرا شری میرا ہم وطن جو غربت کی چکلی میں بے روزگاری کی چکلی میں پس رہا ہے وہ کہاں جائے ہم بلوچستان کے غیور اور انتہائی محبت وطن 45-50 لاکھ عوام کے مترجم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ان کے بارے میں ہمیں یہ سوچتا ہے ان کی نگاہیں اس وقت ہم پر ہی لگی ہوئی ہیں لیکن نظریوں آتا ہے کہ کوئی امید بر نہیں آئی کوئی صورت نظر نہیں آئی۔

جناب اپنے سکر : ادب جو انسان کا طرہ اقتیاز ہے ادیب اور دانشور انہلیکھوں مفکر تعلیم یافتہ ڈاکٹر اگر ان کی طرف توجہ دی جاتی ہے تو میں بڑے دکھ سے یہ کہوں گا کہ ہمارے سالانہ بجٹ میں ان کی حوصلہ افزائی کے لئے بھی ہم نے لیت و لعل سے کام لیا ہے جبکہ اس وقت میں یقین سے گزارش کر رہا ہوں اس وقت یوں لگتا ہے کہ ادب یہ ایک جزو آیا ہوا ہے لوگ کہتے ہیں۔ جناب اپنے سکر جیسا کہ میں نے سخت کے حوالے سے گزارش کی تھی کہ آج اس وقت ہمارے ڈاکٹر صاحبان کے پاس جب مریض ہاسپت میں چلے جاتے ہیں تو ان کو اپنے پرائیویٹ کلینک کا مشورہ دیا کرتے ہیں کہ آپ وہاں تشریف لائیں اور جب مریض وہاں پہنچتا ہے تو ایک یا دو نیٹ اس کی پیاری سے متعلق

اور پانچ چہ نیٹ اضافی طور پر ان کو لکھ کر دینے جاتے ہیں اس طرح ایک دو دوائیاں علاج کا سخت کا باعث بن سکتی ہیں تو دس بارہ ان کو غیر ضروری لکھ کر دی جاتی ہیں جس سے حالت یہ ہوتی جازی ہے کہ پیار سنک سک کر گمراہیں مرتا پسند کرتا ہے اور وہ کسی واکٹر کے پاس اپنی غربت اور لاچارگی کی وجہ سے نہیں جا سکتا۔ جناب امیرکر اس یہ طرف یہ بلوچستان کی اعلیٰ سے اعلیٰ مشینیاں اور مخفین اپنالوں میں زنگ آلود ہو چکی ہیں ان کو مریضوں کی سخت یا بی کے لئے استعمال کرنے والا کوئی موجود نہیں۔ ۱

میری قائد ایوان سے جناب تجویز ہو گی کہ زندگی کی بیانادی ضروریات میں سے سب سے بیماری ضرورت سخت عامہ ہے اور تعلیم ہے آپ اس بحث میں یقینو گرانی کی مشین جو اس سے پہلے زنگ آلود ہو چکی ہے نئے آلات صوبہ بلوچستان کے حوالم کو میا کریں تاکہ لوگ موجودہ تکنالوگی سے بار آور ہو سکیں یہاں تعلیم کی بات آتی ہے لگتا یہاں ہے کہ آج اس وقت تعلیم صرف امیر پچھے ہی خرید سکتے ہیں قیام پاکستان سے لے کر آج تک کوئی تعلیمی پالیسی مرتب نہیں ہو سکی ہے اور اب یہ حالت ہو چکی ہے کہ ہم موجودہ تعلیمی اداروں کو صحیح طریقے سے چلا کتے ہیں یا نہیں کیونکہ ایک سروے کے مطابق دیکی علاقوں میں نہ اسکولوں کی چار دیواریاں ہیں اور نہ ہی چھت بلکہ اساتذہ نہ ہونے کے برابر ہیں بلوچستان کے اسی فیصد اسکول پینے کے پانی سے محروم ہیں امتحانی سیم ہا قص ہے اساتذہ کرام جو اسکول کی سطح پر پڑھاتے ہیں ان کی تنخواہیں بہت قلیل اور ناجقول ہیں اور ان کے لئے رہائش کی سولتیں نہ ہونے کے برابر ہیں۔ دور دراز واقع اسکولوں میں اساتذہ کرام جاتے ہیں ہیں اور ہر ماہ تنخواہ ہاتھا مددگی سے وہ لے لاما کرتے ہیں۔ اساتذہ کرام کی تقدیری میں میرٹ کو بھی کبھی طوظ خاطر نہیں رکھا گیا۔ پیشتر اسکول اپنے ہیں جہاں نہ گراوڈ ہیں اور نہ غیر نصابی سرگرمیوں کا وجود ہے جناب امیرکر آج ہم اگر اپنے بورڈ کے اپروڈ نصاب کو دیکھیں گو تو یہ محسوس ہوتا ہے کہ پہلی کلاس کے پیچے کو اتنا بوجہ لا دیا جاتا ہے کہ وہ اس کا متحمل نہیں ہو سکتا ہے وہ ذہنی طور پر اتنا

ٹارچ ہو جاتا ہے کہ وہ تعلیم کو ایک بوجہ سمجھنے لگ جاتا ہے وہ زیر تعلیم جو اس وقت تحریف رکھتے ہیں میں ان سے گزارش کروں گا کہ وہ اس کے لئے جامع تعلیمی پالیسی بنائیں جو کہ ہر قوم ہر طبقے کی ہر جماعت کی ہر برادری کی ترقی کا راز صرف اور صرف تعلیم پر ہی ہے اسکو لوں کے ہارے میں گزارش کی تھی کہ ہمارے اسی نیصد اسکول ہیں جہاں نہ تو پہنچنے کا پانی ہے نہ ناٹک کا بندوبست ہے نہ بکلی کا کوئی خاطر خواہ انتظام ہے۔ اور پھر اس پر طرہ اس میں کوئی ناٹک کا بھی انتظام بھی نہیں ہے۔ لگتا ہوں ہے

جناب اپنے کرکے

صدائے جرس ہو گی نہ تھوڑی بجے کا
کھول آگئے کہ کاروان نہ گزر جائے

جناب اپنے صاحب اس وقت میں نے ہات کی تھی ایک اہمی مسئلے گی اب میں تھوڑی سی تھادیز اپنی اقلیتوں کے حوالے سے بھی دوں گا اس وقت ہاتھی صوبوں میں جدا و اجزئی تھریٹ قائم ہیں لیکن صوبہ بلوچستان میں اب تک اس طرف توجہ نہیں دی گئی ہے جس کی وجہ سے ہم اقلیتوں کے حقوق اور فلاہی کام وقت پر نہیں ہو پا رہے ہیں میں یہ بھی تجویز دوں گا کہ بلوچستان میں اس وقت متروکہ وقف بورڈ املاک کے پاس کرڑوں اور اربوں روپے کی پر اپری 1947ء سے عدم توجہ کا فکار نہیں ہوئی ہے 1947ء سے لے کر آج تک ان کے ہو کرائے مقرر کئے گئے ہیں ہم اس سال کے بعد آج بھی وہی کرائے متروکہ وقف بورڈ کے ذریعے وصول کئے جا رہے ہیں ملکہ میں تو گزارش کروں گا اس ہاؤس اور جناب اپنے صاحب کی معرفت کہ کیوں نہ وہ املاک و اگزار کئے جائیں۔ جس کی طرف پوری توجہ بھی دے جائے گی اور ایسے خاطر خواہ آمدی بھی ہو سکے گی۔ ساتھ ساتھ جناب اپنے بلوچستان میں ہماری ایک بست بڑی یا تراکا مقام ہے

پینگ لاج جو سبیلہ ضلع میں واقع ہے۔ جس کی طرف موجودہ صوبائی حکومت نے توجہ نہیں دی ہے جس کی یا ترا کے لئے لاکھوں لوگ پیرولی ممالک سے آیا کرتے ہیں اس وقت اس کی حالت یہ ہے کہ اس کا اپروچ روڈ بھی ہارشوں کی نظر ہو چکا ہے میں صوبائی حکومت کے سامنے یہ تجویز رکھوں گا کہ اس کے اپروچ روڈ بنانے کی طرف ضرور توجہ دیں گے۔ جناب اسپیکر محرومیاں اور مایوسیاں تو اتنی ہیں اگر ان کو گننا شروع کر دیں تو شاید گھٹنوں لگ جائیں لیکن اختصار سے کام لیتے ہوئے کچھ اور محرومیوں کا اظہار بھی کریں گے کہ گزشتہ سال حکومتی بھنجز کے ممبران کو ایک ایک کروڑ زراعت کے شعبے میں دیا گیا۔ زراعت کی ترقی اور ترویج کے لئے رکھے گئے تھے لیکن افسوس سے کم ناپڑتا ہے کہ بلوچستان کے اندر بھی اس قسم کے امتیازات بڑھتے جا رہے ہیں اپوزیشن جو حکومت کو چلانے کے لئے ایک اہم فلکر ہے جو ریڑھ کی ہڈی کا کام دیتی ہے صرف اس وجہ سے اگر ان کے حلقہ انتخاب متأثر ہوں گے کہ وہ اپوزیشن میں ہیں، میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جمہوریت کے تقاضے نہیں ہیں ویسے تو ہم خود دیکھ رہے ہیں کہ جمہوریت بھی بے اثر ہوتی جا رہی ہے اور ہمارے حاکم لا پروا ہوتے جا رہے ہیں۔ ایک بار میں آپ کا پھر شکریہ ادا کرتا ہوں، اور اپنے تمام ممبران جو اس وقت ہمارے ساتھ تشریف رکھتے ہیں میں ان کے لئے دعا کرتا ہوں خدا تعالیٰ ان کو وہ توفیق دے وہ حکمتی دے کہ اس صوبے کی محرومیوں کو جو اس وقت عوام کی توقعات اور امیدیں ہیں خدا کرے کہ وہ اس پر پورے اتریں۔

ترتیب نہیں کیا ہو گی آئین گلستان کیا ہو گا
آغاز بھاراں کچھ تو بتا انجام بھاراں کیا ہو گا

جناب اسپیکر : شکریہ ارجمن صاحب۔

مولانا عبد الواسع صاحب۔

مولانا عبد الواسع : الحمد لله وکلی والسلام عبادہ اللہ مصطفیٰ اما بعد

اعوذ بالله من شیطان الرحیم بسم الله الرحمن الرحيم

جناب اپنے سرکار ایکین اسمبلی آج اس میز ایوان میں بحث ۹۷-۱۹۹۶ء پر
بحث ہو رہی ہے وہاں حکومت کے پیغام سے بھی کافی ساتھیوں نے اس پر بحث کی ہے
اپوزیشن کے ساتھیوں نے بھی اس پر بحث کی ہے جناب اپنے اس وقت یہ صورت ہو رہا
ہے کہ یہاں پر جب فرمانی کا حکومت تھا انگریزوں کی حکومت تھا۔ اس کا جو ظلم تھا وہ
ابھی تک بدستور جاری ہے۔ جناب اپنے اس کا اگر ہم اپنی تاریخ پر نظر رکھیں تو ہم اس میز
ایوان کے ایکین سے پہچنا چاہیں کہ ہم جب فرمانی کے خلاف لڑ رہے تھے اور اپنا
ملک قائم کرنے کے لئے کوشش کر رہے تھے تو اس کا مقصد کیا تھا ہم کس مقصد کے لئے
لڑ رہے تھے جناب اپنے ہم نے انگریز کے خلاف اس لئے نہیں لڑا تھا کہ ہمارے آباد
اجداد نے اتنی قربانی دی۔ کہ انگریز کا ایک سرخ رنگ ہے اور نیلی آنکھیں ہم اس لئے
ان کو یہاں برداشت نہیں کریں گے۔ نہ ہم اس وجہ سے لڑ رہے تھے کہ ہم اس سے
اچھی ترقی اور ملک کی تحریک کی وجہ سے نہیں کر سکتے ہیں بلکہ جناب اپنے ہمارے آباد
اجداد کی قربانی کا مقصد یہ تھا کہ ہمارے تمام نظام پر ہماری تمام زندگی پر دوسروں کا
قانون مسلط ہے اگر ہمارے نظام مجیہت کا دیکھا جائے تو اسی فرمانی کا نظام ہم پر مسلط
ہے اگر ہمارے نظام معاملات کو دیکھا جائے تو بھی فرمانی کا نظام مسلط ہے نظام تعلیم کو
دیکھا جائے تو وہی نظام ہے۔ تو اس وجہ سے ہمارے آباد اجداد اتنی قربانیاں دے چکے
ہیں لاکھوں کی تعداد میں شدائد کی فہرست موجود ہے وہ اس لئے کہ ہم اپنی آزادی کا اور
اپنی مرضی کا نظام یہاں نافذ کر سکیں۔

تو جناب اپنے ہمارا اپنی مرضی کا نظام کیا ہے تو ہمارے لئے نظام محمد مصطفیٰ صلی
اللہ علیہ وسلم کا نظام جو ہمارے لئے بھیجا ہے تو وہ نظام ہم اپنے سر زمین پر نافذ کر سکیں۔

تو جناب ہمیں یہ بتائیں کہ ہماری آزادی کے بعد یہ پاکستان حاصل کرنے کے بعد ہم نے کیا آزادی حاصل کی ہے کیا ہم نے اپنا نظام تعلیم اگر بڑوں کے نظام تعلیم سے آزاد کیا ہوا ہے ہم نے اپنا نظام میثافت اپنا اقتصادی نظام یا ہم نے کوئی نظام اگر بڑوں سے تبدیل کر دیا ہے۔ کیا ہم نے کیا ہمارے کسی بھی شعبے میں تبدیلی آچکی ہے۔ تو جناب اپنے اگر آپ پوری حقیقت اور تفصیل سے جائزہ لین تو جناب اپنے ہمارے وہی نظام وہی طریقہ کار آج جب واکٹر صاحب نے ہٹا دیا جو ہماری مرکزی حکومت کا بجٹ ہے تو وہ کون بھاتے ہیں انہوں نے تعلیم کیا کہ ہم پر آئی ایم ایف کا دباؤ ہے آئی ایم ایف کونا ادارہ ہے یہ وہی ادارہ ہے جو ہمارے اور آپ کے سروں پر ۴۵ سے گل مسلط تھے تو ہماری اتنی بڑی قربانیوں کا جناب کیا نتیجہ لکھا ہے کہ آج بھی ہمارے بجٹ اور مالیاتی و اقتصادی نظام ان کے ہاتھوں میں ہے تو ہم کس درد کی دو ایں جناب اپنے۔

(اس مرحلہ پر جناب اپنے اپنے مدد کری صدارت پر متعکن ہوئے)

جناب اپنے اگر مرکزی حکومت کے حوالے سے دیکھا جائے تو ہمارے لئے ۵۰ سال سے آج تک کسی شعبے میں انصاف ہمارے اس غریب صوبے کو نہیں ملا ہے۔ لیکن جناب اپنے اس میں ہماری اور آپ کی بد نعمتی ہے اور ہم نے اپنے مقصد کو چھوڑ کر دوسرے مقصدوں میں ہم لگ چکے ہیں یعنی ہمارا اور آپ کا مقصد تو یہ تھا کہ اس نظر میں اللہ کا نظام نافذ کر سکیں۔ تاکہ ہمیں اسی نظام کے تحت ہم سب کو حقوق مل جائیں۔ انہی اداروں نے دوسروں نے ہمارے اور آپ کے اندر کبھی قویت کے نام پر کبھی صیبیت کے نام پر کبھی علاقائیت کے نام پر کبھی دوسرے نام پر ہمارے دوستوں کو ساقیوں کو آپس میں لے ایا تو جناب اپنے ایجنٹوں نے انہی لوگوں نے ہمیں اپنے اصل مقصد سے ہٹا دیا تو جناب اپنے ہماری یہ بد نعمتی ہے اگر ہم اس لک میں جس مقصد کے حصول کے لئے ہمارے آباؤ اجداد لورہے تھے وہ مقصد حاصل ہو چکا تھا تو جناب اپنے کوئی بات نہیں تھی وہ ہمیں حقوق نہیں ملے تھے اور انہیں حقوق کے لئے ہر دفعہ مرکز

سے بھی گلے اور ملکوئے کرتے ہیں۔ ہم مرکز سے وہی توقع رکھتے ہیں جیسے دوسرے صوبے۔ مرکز سے خصوصی اور ترقیاتی بسکیوڑ کی توقع رکھتے ہیں جیسے دوسرے صوبے بھی یہی توقع رکھتے ہیں تو جناب یہ کیا وجہ ہے آج ہم اس ایوان میں پہنچے ہیں تو ہر ایک بھی چوڑی تقریب کرتا ہے کہ مرکز ہمیں اپنا حق نہیں دتا ہے۔ تو میں اپوزیشن کے ساتھیوں سے اور حکومت کے ساتھیوں سے بھی جب میدان حقوق حاصل کرنے کا آتا ہے تو ہر ایک اپنا وفاداری اور توقع قائم رکھنے کے لئے مرکز کی طرف دوڑتا ہے کہ میں آپ کا زیادہ وفادار ہوں۔ مرکز میں اگر ہبھپلز پارٹی کا حکومت ہو تو بھی مسلم لیگ کا حکومت ہوتا ہے بھی ہر ایک کے درمیان پھر وفاداری دکھانے کے لئے ان کی رلیں ہوتی ہے جناب اگر ہمارے درمیان یہ رلیں چلا آ رہا ہے تو ہمیں اس وقت تک یہ ہمیں حقوق حاصل نہیں ہوں گے اور نہ یہ حقوق حاصل کر سکتے ہیں نہ ہماری اس بھی چوڑی تقریبوں سے کوئی فائدہ ہو گا۔

تو جناب اپنے کراپی ایوان میں جب سردار اخیر مینگل تقریب کر رہے تھے تو قیارہ تھے کہ فلاں کی حکومت آئی ہے فلاں کی آئی ہے اسلام کے فرمانبرداروں کی حکومت آئی ہے تو جناب اپنے کی پر زور تائید کرتا ہوا کہ اس ملک اس خطے میں بھی اسلام برداروں کا حکومت نہیں آیا ہے اگر یہ حکومت آیا تو پھر آپ دیکھیں گے جو اس صوبے کے ساتھ پیدا دوسرے صوبوں کے ساتھ جو ظلم ہوتا ہے تو وہ حق نہ گا۔ میں اس کی پر زور تردید کرتا ہوں میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک میں قوم پرستوں کا تو حکومت آیا ہے وہی دوسرے اور سرداروں کی حکومت آیا ہے جو انگریزوں کی وفاداری موجود ہے۔

عبداللہ زمان ہاپت (وزیر) : جزل ضیاء الحق کی یہ حکومت تمی اس میں زمان اچکنگی صاحب ان کی حکومت میں شامل تھے وہ ان کی حکومت کے ساتھ تھے۔

مولانا عبدالواسع : جناب اپنے کی پیدا بابت صاحب تاریخ سے نادائق ہیں ضیاء الحق کے ہٹانے میں سب سے پہلا کردار کس کا تھا۔ اور ضیاء الحق سے جان چھڑانے کا

سب سے ہوا کروار کس کا تھا جمیعت العلماء اسلام کا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ میں
کہتا ہوں کہ آپ کی پارٹی اور قائد نے یہاں ایک جلوس ضیاء الحق کے خلاف نکالا ہبہ
اس وقت سے بے نظر کے وقت تک کامل میں روپوش تھے اور کامل میں نجیب کی گود میں
بیٹھے تھے تو جناب اپنیکریہ میرے خیال میں تاریخ سے علم نہیں رکھتا ہے یہ سارے
جمیعت العلماء کے کارکنوں نے ضیاء الحق کا تختہ الاٹایا اور ضیاء الحق کا حکومت ختم کر دیا
یہ نہ کبھی مسلم لئے گئوں نے اور نہ کبھی قوم پرستوں نے میں ان کو چیلنج دیتا ہوں کہ جب
جمیعت العلماء اسلام ان کے ساتھ نہیں ہیں تو یہ اور مسلم لئے گرستہ جب جمیعت العلماء
میں بھی ہیں ہیں تو یہ بے نظر کی حکومت اس وقت ختم ہیں گرستہ جب جمیعت العلماء
اسلام میدان میں نہیں آتے۔ جناب اپنیکریہ تاریخ کا علم نہیں رکھتا ہے جناب میں
دوبارہ بجٹ پر آتا ہوں یہ مرکزی حکومت کے حالات ہم نے اور ہمارے جمیعت کے
قائد نے ہمارے شیرانی صاحب نے قوی اسمبلی کے فورم پر یہ واضح کر دیا کہ ہمارے جو
سمیں کا ذوق پخت سرچارج ہے یہ تو ہمارے آئین کے روح سے اور اس کے ولد سے
ہمیں مانا چاہئے اور ہم نے اس پر مدل انداز میں یہ واضح کر دیا اور جناب اپنیکر جو کہ
ذوق پخت سرچارج میں ہمیں مل رہا ہے یہ ہماری جماعت اور ہمارے قائدین کی مربوں
منف ہے یہ کسی کا بھی مربوں منت نہیں تو جناب اپنیکر اسی حالات میں کہ مرکز کا
ہمارے ساتھ یہ رو یہ رہا اس کے ساتھ ساتھ جب ہم صوبائی حکومت کے ساتھ ہر فورم
پر ساتھ دیتے ہیں۔ صوبے کے حقوق کے لئے اور اس پسندیدہ صوبے کے لئے ہر وقت
کسی بھی وقت ہم پیچھے نہیں ہٹے بلکہ ہم نے ہر وقت صوبائی حکومت اور نواب ذوالقدر
علی گمی صاحب کو یہ دعوت دیا ہوا ہے کہ جناب نواب گمی صاحب صوبے کے حقوق
کے لئے ہم آپ کے ساتھ ہیں بلکہ اگر آپ چاہتے ہیں ہم آپ سے آگے بھی جا سکتے ہیں
لیکن آپ ایسا نہ کریں کہ ہم آگے گئے اور آپ پیچھے ہٹ جائیں اور آج بھی ہم اس
فورم پر کہتے ہیں کہ ہماری جماعت صوبے کے حقوق کے حوالے سے سب سے آگے

ہے۔ جناب اپیکروہاں سے جب کچھ حاصل ہو جائے نہ ہو جائے جب یہاں آجائے اور یہ بجٹ جب بن جاتا ہے تو جناب اپیکروہی ظلم ہوتا ہے جیسے مرکزی حکومت ہمارے ساتھ کر رہا ہے جس ظلم پر ہم رو رہے ہیں جس ظلم کے لئے ہم سب متفق ہوتے ہیں دو تین اجلاس صوبے کے حقوق حاصل کرنے کے حوالے سے کئے ہیں کہ ہمارے ساتھ یہ ظلم ہو رہا ہے تو جس ظلم کے خلاف ہم لڑ رہے ہیں اگر آپ کو یہ طاقت مل جائے اور آپ یہ ظلم ہمارے ساتھ جاری رکھے تو جناب اپیکر آپ اور اس ظالم کا کیا فرق ہے میں اس معزز ایوان کی توسط سے مگری صاحب کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ نواب صاحب نہایت ظلم ہے جیسے ارجمند اس بگٹی نے اپنے تقریر میں ذکر کیا کہ مجھے سال کے بجٹ کے حوالے سے جو بجٹ پاس ہوا اس صوبے کے لئے تو آپ لوگوں نے دوسرے طریقوں سے حکومتی خزانے کو نوٹا بلکہ ظاہرا اور بر ملا آپ لوگوں نے اپوزیشن کے ساتھیوں کے ساتھ جو ظلم کیا کہ ان کے طریقوں میں نہ S.D.P. میں خاطر خواہ اسکیمیں نہیں والیں بلکہ اپنے ساتھیوں کے بنا دیا اور اسی طرح ایک ایک کروڑ روپے جن کی ارجمند اس صاحب نے شاندیہ کی ہے جو اپوزیشن والوں کو نہیں ملا اور حکومتی پارٹی والوں کو ملا تو تمیک ہے جناب اپیکر ہم یہ کہتے ہیں۔ (مدخلت)

شیخ جعفر خان مندو خیل : (وزیر خزانہ) جناب اپیکر میں مولانا صاحب سے پوچھوں گا کہ اس وقت ان کو اسلام یاد نہیں تھا جب یہ پیپلز پرogram تقسیم کر رہے تھے اگر ساتھیوں کا ہم نے نقصان پورا کیا میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے صحیح کیا ہے کیونکہ ان کو نقصان ہوا تھا۔

مولانا عبد الواسع : جناب اپیکر اگر اس حکومت میں اتنی قوت ہے جیسے کہ نواب بگٹی کا مخلوط حکومت تھا۔ اور جس میں جمیعت العلماء اسلام بھی شریک تھے لیکن انہوں نے مرکزی حکومت کو یہ لکھ کر دیا کہ آپ کا ایک اسکیم بھی بلوچستان میں جاری نہیں ہو سکتا اگر اس حکومت میں اتنی ہست ہے اتنی قوت ہے ان کو بند کر دے ہم ان

کے ساتھ ہیں اگر وہ اپنا کرسی اپنا وزارت نہیں چھوڑ سکتے تو ہم کیوں اگر کچھ اسکیمات آتے ہیں تو پہلے پروگرام کے حوالے سے یا کسی اور حوالے سے جو رقم ان حلقوں میں خرچ ہو جاتے ہیں جناب اسپیکر یہ بھی بلوجہتان کا حصہ ہے کسی یہ ولی ملک میں خرچ نہیں ہو رہے۔ اسی طرح پنجاب سندھ اور سرحد میں پہلے پروگرام کے حوالے سے اسکیمات دیئے جائیں ہیں ہم صوبے کے حقوق کے حوالے سے کرتے ہیں۔ لیکن آپ کے اندر یہ ہمت نہیں ہے جب آپ نے یہاں جاری رکھنے والے دیا۔ تو اگر ہم پہلے پروگرام کسی حلقة میں اور آپ کے پسامنہ علاقوں میں خرچ کر رہے ہیں تو اس میں کیا حرج ہے جناب اسپیکر آپ کے اندر اتنی قوت نہیں آپ اپنی ذمہ داری ہم پر کیوں ڈالتے ہیں کہ آج پہلے پروگرام کیوں جاری رکھنا چاہتے ہیں اگر آپ کی حکومت کو نواب بیگشی کی طرح ہمت ہو تو نحیک ہے ہم آپ کے ساتھ ہیں تو جناب اسپیکر جس طرح صوبائی حکومت نے صوبائی بجٹ بنایا ہے یہ بجٹ نہیں ہلکہ اس سال انہوں نے جو سکھلے کے لئے راستے بنائے ہیں لیکن جعفر خان مندوخیل صاحب نے جو بجٹ پیش کر دیا تو میں اس ایوان سے اور اس معزز اراکین سے انصاف کے طور پر پوچھنا چاہتا ہوں کہ بلاک ایلوکیشن کے حوالے سے (P.S.D.P.) میں جو انہوں نے رقم رکھی ہوئی ہے تو اس رقم کی کوئی حد معلوم ہے کہ رقم کماں خرچ ہو رہی ہے ہلکہ بلاک ایلوکیشن پلے یہ ہوتا تھا کہ پورے صوبے کے لئے بلاک ایلوکیشن ایک رقم تھا تو اگر فوری طور پر ضرورت پڑتی تو رقم ریلیز کردیتے تھے۔ لیکن اس مرتبہ ہر مجھے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : جعفر صاحب آپ تشریف رکھیں۔

مولانا عبدالواسع : جناب اسپیکر ہر مجھے میں بلاک ایلوکیشن کے حوالے سے پہیہ رکھا گیا ہے یعنی مجھے پلک ایلوکیشن میں ایک ارب پانچ کروڑ روپے بلاک ایلوکیشن کے حوالے سے رکھا ہوا ہے تو جناب اسپیکر اس کا یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ کماں خرچ ہوں گے اور کون سے اسکیمات پر خرچ ہوں گے اور کس علاقے میں کس کے توسط سے

اسی طرح محققہ تعلیم میں ایک ارب پانچ کروڑ روپے رکھا ہوا ہے بلاک ایلوکشن کے نام سے اسی طرح مختلف محکموں میں اگر آپ (P.S.D.P.) اٹھائے اس میں لکھا ہوا ہے کہ یہ جاری اسکیمیں ہیں جب ایک طرف جاری اسکیم کے لئے اپنے طور پر رقم رکھا گیا ہے تو پھر پانچ کروڑ مختلف محکموں کے نامکمل اسکیمات کے لئے تو جناب اپیکر نامکمل اسکیمات کا نام جاری اسکیمات ہے تو انہوں نے جو ہر اسکیم کے لئے رقم رکھ دیا تو یہ مختلف محکموں نامکمل اسکیمات کیا معنی رکھتے ہیں کہ ان کے لئے پانچ کروڑ روپے اس میں رکھا ہے تو جناب اپیکر محققہ صحت میں بھی اسی طرح ایک ارب روپے رکھا گیا ہے بلاک ایلوکشن کے حوالے سے نہ ان کی کوئی حد معلوم ہے کہ اس سے کیا تغیر کریں گے یا اس سے ہیئت کے لئے دو ایکاں خریدیں گے یا ملازیں کی تخفیف ادا کریں گے بلکہ تخفیف ہوں کے لئے تو انہوں نے ایک الگ بات کی ہے کہ بجٹ میں سرے سے اعتراض رکھتا ہے کہ نان ڈولپمنٹ بجٹ انہوں نے اس حد تک بڑھایا تو یہ ایک دھوکہ ہے اور ایک فریب ہے اور اس مقدس ایوان کو ایک دھوکہ دیتا ہے کہ جناب اپیکر نان ڈولپمنٹ کے نام سے نان ڈولپمنٹ کی کوئی حد معلوم نہیں ہوتے جب وہ اس ایوان سے پاس کرتے ہیں تو پھر وہ اپنی صوابدید پر اپنے مختصر نظر لوگوں کو دیتے ہیں۔

شیخ جعفر خان مندو خیل : (وزیر خزانہ) یہ توہین کر رہا ہے بولا ہے کہ خریدنے کے اوپر کس کو کس نے خریدا ہے میں تو یہ کہتا ہوں کہ تم خود ہی ڈیزل کی خاطر بکے ہوئے ہو ادھر اسلام آباد میں۔

مولانا عبدالواسع : جناب اپیکر جعفر خان صاحب نے اپنا چچہ گری ثابت کرنے کے لئے ان کے آباء اجداد کی یہ روایت رہا ہے کہ انہوں نے انگریزوں کا چچہ گری کر رہے تھے اور انہوں نے مگری صاحب کے حلقتے کے لئے اتنا بڑا رقم رکھا ہوا ہے میں مگری صاحب سے انصاف کی توقع رکھتا ہوں لیکن انہوں نے اپنی وفاداری ثابت

کرنے کے لئے کہ میں آپ کا اتنا وفادار ہوں اور میں آپ کے علاقوں کے لئے اتنی بڑی رقم رکھا ہوا ہے تو جناب اپنیکریہ تو اس سے بڑھ کر اور خریدنا کیا ہوتا ہے جناب اپنیکر اس سے اور ضمیر فروشی کیا ہوتا ہے یہ پھر بھی یہ کہتا ہے کہ میں نے کیا کیا ہوا ہے تو یہ ان کا روایت رہا ہے یہ ان کا اپنا مجبوری ہے ان کا اپنا پارٹی کا یہ مجبوری ہے مسلم لگبودھیوں نے اسی انگریزوں کی حمایت کیا ہوا ہے۔

مشتر سعید احمد ہاشمی : (مشیر) جناب اپنیکر پوائیٹ آف آرڈر میرے خیال میں مولانا صاحب کو پیاس گئی ہوئی ہے یا تھک گئے ہیں کچھ وقفہ دین تاکہ وہ تاریخ کو ٹھیک کر پیش کر سکیں۔

مولانا عبد الواسع : جناب اپنیکر صاحب آپ بتائیں اور جناب محمد زراعت کے حوالے سے اگر پی ایس ڈی پی کو اخایا جائے تو میوه جات کا جو پروجیکٹ ہے تو ان کے لئے جو انہوں نے خطیر رقم رکھا ہوا ہے ایک ارب تین لاکھ روپے انہوں نے رکھا ہوا ہے تو جناب اپنیکر میں یہ کہتا ہوں کہ انہوں نے ملکہ زراعت کے تحفظ کے لئے اور میوه جات کے بڑھانے کے لئے انہوں نے کیا اقدام کیا ہوا ہے تو جناب اپنیکر اس کا پر اگر اس ایوان کو بتایا جائے اور اس معزز ایوان کو کیوں یہ دھوکہ دیا جاتا ہے کہ میوه جات کے حوالے سے ایک ارب اور ایک ارب فلام الیوکیشن کے حوالے سے اور اس کو اپنے منظور نظر لوگوں پر یہ تقسیم کرتے ہیں تو جناب اپنیکر صاحب یہ تو سرے سے اس ایوان کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں تو یہ ایوان کا استحقاق اس سے محروم ہوتا ہے یہ کیوں اس ایوان کو دھوکہ دیتا ہے پلے سے وہ اپنے ساتھیوں اور منظور نظر لوگوں کے لئے یہ رکھے کہ میں نے فلاٹا کو دیا ہے جب ایک ایک کروڑ روپے انہوں نے اپنے لوگوں کو دیدیا تو کس نے ان کا ہاتھ پکڑا تو جب کسی نے ان کا ہاتھ نہ پکڑ سکا تو اب بھی وہ اس طرح رکھ لیں اس کی بجائے کہ وہ ایوان کو دھوکہ دیتے ہیں تو جناب اپنیکر ہم تو اس بحث کو ظالمانہ جھوٹا اور دھوکے کا بجٹ بھئے

ہیں یہ کوئی اخلاق کا بجٹ نہیں ہے اور جب جعفر خان صاحب نے اپنے تقریر میں کہا کہ میں اس پر فخر کرتا ہوں اور میں اس پر خوشی محسوس کرتا ہوں میرے خیال میں اس پر دکھ کرنا چاہئے اس پر خوشی نہیں کرنا چاہئے جناب اسیکر صاحب واڑ پلپنٹ کے حوالے سے چھ کروڑ روپے انہوں نے رکھا ہوا ہے وہ یہ بتائے کہ انہوں نے کماں خرچ کے اور اس پر کماں تک عملدرآمد ہوا ہے جناب اسیکر زراعت کے تحقیق اور رسیرچ کے حوالے سے جناب اسیکر صاحب کافی رقم رکھا ہوا ہے کوئی چھ کروڑ یا اتنا رقم ہے تو یہ بتائے کہ یہ رسیرچ ان لوگوں نے کب تک کیا ہوا ہے اور کماں یہ رسیرچ کیا ہوا ہے تو جناب اسیکر یہ سارا فراڈ اور دھوکہ ہے جناب اسیکر صاحب محلہ خوراک کے جوابے ہے سریاپ روڈ کے گوداموں کے مقابلی کے لئے اب تک اس مد میں اپک کروڑ 73 لاکھ روپے فتحیکے ہوئے ہیں اور ہر سال اس مد میں رقم رکھا جاتا ہے لیکن یہ کیسے گودام ہے کہ ابھی تک وہ منتظر نہیں ہوئے ہیں اور نہ یہ کام پورا ہو جاتا ہے تو جناب اسیکر اس حوالے سے میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ اگر بجٹ پیش کرنا چاہتے ہیں تو یہ بجٹ اس طرح پیش کرنا ہو گا کہ ہر اسکیم کے لئے ہر کام کے لئے ذوبپنٹ کے ہو یا نا ان ذوبپنٹ کے ہو تو ہر کام کے نام نوٹ کرنا چاہئے کہ فلاں کام کے لئے ہم نے اتنے رقم رکھا ہوا ہے اور اس اسکیم سے اتنے لوگ مستفید ہو سکتے ہیں تو جناب اسیکر صاحب اس لوگوں کی وعدے کی کوئی بات ہے اور نہ زمین کی توبین کی کوئی بات ہے نہ اسکیم کا نام کا کوئی بات ہے تو جناب اسیکر اس بجٹ کو ہم کس طرح اس صوبے کے مفاد کا بجٹ کہا جائے اور اس صوبے کے مفاد عامہ کا بجٹ کہا جائے تو جناب اسیکر اس بجٹ کے حوالے سے جو انہوں نے جو ظلم رکھا ہوا ہے بلکہ ظلم تو نحیک ہے وہ کرتے ہیں تو ان کا اپنا کام ہے اور وہ اپنا اختیار رکھتے ہیں لیکن یہ دھوکے دینے کے جو کوشش کر رہے ہیں تو جناب ہم اس محرز ایوان کے توسط سے اس کی پر زور نہ ملت کرتے ہیں تو جناب اسیکر ایک اور فراڈ ڈیرہ مراد جمالی کے انڈسٹریل اسٹیشن 75 لاکھ روپے بغیر منظوری ریلیز کر دیا

ہے اور ابھی تک اس کی کوئی منظوری نہیں دی ہے اب بھی کیس چل رہا ہے چیف سیکریٹری صاحب نے یہ کیس اٹھایا ہے اور یہ پکڑا ہے تو یہ 75 لاکھ روپے کس کے اجازت پر آپ نے ریلیز کر دیا جبکہ نہ چیف منٹر صاحب نے اس کی منظوری دی تھی نہ کسی نے اب بھی یہ کیس چیف سیکریٹری صاحب کے پاس ہے اور یہ کیس چل رہا ہے یہ کھپلے کا تو جناب اپنے صاحب ایسے کھپلے ہر وقت اس طرح ہوتا ہے کہ یہ بلاک الیوکیشن کے حوالے سے یا کوئی دوسرے الیوکیشن کے حوالے سے یہ اس طرح گناہ فنڈر کے تو پھر اس سے جو بھی کھپلے اور جو بھی وحاذندی اور جو بھی بد عنوانی کرنا چاہتے ہیں تو کر سکتے ہیں تو جناب اپنے صاحب ایسے بجٹ ہمارے لئے ناقابل قبول ہے اور یہ اس وجہ سے ہمارے لئے ناقابل قبول ہے کہ ہم اپنے مقصد سے ہٹ کر دوسروں کی راہ پر چلتے ہوئے اور وہی فریگنی کا نظام جس نظام کے خلاف ہم ٹوڑ رہے تھے اور اس نظام کو ختم کرنے کے لئے ہم جو کوشش کر رہے تھے اب تک ہمارے اوپر وہی نظام مسلط ہے اور میں ڈاکٹر صاحب کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں ڈاکٹر کلیم اللہ صاحب انہوں نے نہ صرف یہ بجٹ بلکہ اس سے پہلے بجٹ بھی انہوں نے کہا کہ ہمارے اس ایریا کو کوئی پیسہ کوئی رقم نہیں ملا ہے تو جناب اپنے صاحب اس ایریا کو کوئی رقم نہیں ملا ہے تو یہ ڈاکٹر کلیم صاحب جب پچھلا بجٹ بھی ان کے مشورے سے بن چکا ہے اور یہ بجٹ بھی ان کے مشورے سے بن چکا ہے تو پھر یہ دو باتیں ہیں یا اس سے مرے سے مشورہ نہیں لیا ہوا ہے یا اگر مشورہ لیا ہوا ہے تو انہوں نے اس پر رضامندی ظاہر کیا ہوا ہے تو جناب اپنے صاحب اس کے لئے اگر مشورہ نہیں لیا ہوا ہے تو پھر اس حکومت میں ان کے پیشئے کا کوئی حق نہیں بلکہ اس عوام کو کیوں وہ کہ دیتا ہے کہ میں نے اسیلی کے فلور پر بجٹ کی مخالفت کر دیا۔

ڈاکٹر کلیم اللہ خان : (وزیر) جناب اپنے صاحب جس کی بات مولانا گر رہے ہیں یہ اس وقت کی بات ہے جب مولانا 1972ء سے لے کر ابھی تک وزارتوں میں تھے وہی جو انہوں نے فیکس کیا وہ آن گونینگ ہے وہی بوجھ ہم پر وہی غلط تقسیم جس میں کبھی

یہ قانون مفتر رہے ہیں کبھی گورنمنٹ میں رہے ہو 1972ء سے لے کر ابھی تک جب
ہیں سالہ گورنمنٹ میں رہے وہی بوجھ ہم ابھی تک بھگت رہے ہیں مولانا صاحب کی وجہ
سے سب کچھ۔

مولانا عبد الواسع : جناب اسپیکر صاحب یہ عوام کو یہ ظاہر کرنے کے لئے
کوشش کر رہے ہیں عوام اخبارات میں کل دیکھ لیں کہ ڈاکٹر کلیم اللہ صاحب نے
ہمارے حقوق کے لئے اور پشوختواہ کے حقوق کے لئے بہت بلند آواز کر دیا میں ان سے
یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ دو باتوں سے آپ نہیں نکل سکتے ہیں ان میں سے آپ کو ایک
ماننا پڑے گا یا آپ سے سرے سے مشورہ نہیں لیا ہے یا آپ سے مشورہ لیا ہے اگر
مشورہ نہیں لیا ہے تو بھی اس حکومت میں دو تین سال سے آپ کے ساتھ یہ ہو رہا ہے
اور خود بھی اس کو مانتے ہیں تو اس حکومت میں آپ کو اس کے بعد بیٹھنے کا کوئی حق نہیں
ہے اور اگر آپ بیٹھیں گے تو آپ عوام کو یہ ظاہر نہ کرے کہ میں آپ کا خیر خواہ ہوں
آپ پیٹھ کیس کیس کے میں آپ کو قوم پرست بنا دیتا ہوں لیکن میں خود ہی قوم پرستی نہیں
کر سکتا ہوں کیونکہ اگر میں قوم پرستی کروں تو میری کرسی جائے گی تو یہ دونوں نہیں
کر سکتے ہیں کہ یہ بھی کرتے ہیں اور وہ بھی کرتے ہیں۔

ملک سرور خان کاکڑ : (وزیر) یہ بھی کرتے ہیں وہ بھی کرتے ہیں اس کی
آپ تعریف کریں وہ کیا کون کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : خان صاحب ملک سرور خان کاکڑ صاحب خان سرور
خان صاحب آپ اسپیکر سے مخاطب ہو کر بات کریں۔

۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۴۱۰۔ ۴۴۱۱۔ ۴۴۱۲۔ ۴۴۱۳۔ ۴۴۱۴۔ ۴۴۱۵۔ ۴۴۱۶۔ ۴۴۱۷۔ ۴۴۱۸۔ ۴۴۱۹۔ ۴۴۲۰۔ ۴۴۲۱۔ ۴۴۲۲۔ ۴۴۲۳۔ ۴۴۲۴۔ ۴۴۲۵۔ ۴۴۲۶۔ ۴۴۲۷۔ ۴۴۲۸۔ ۴۴۲۹۔ ۴۴۳۰۔ ۴۴۳۱۔ ۴۴۳۲۔ ۴۴۳۳۔ ۴۴۳۴۔ ۴۴۳۵۔ ۴۴۳۶۔ ۴۴۳۷۔ ۴۴۳۸۔ ۴۴۳۹۔ ۴۴۳۱۰۔ ۴۴۳۱۱۔ ۴۴۳۱۲۔ ۴۴۳۱۳۔ ۴۴۳۱۴۔ ۴۴۳۱۵۔ ۴۴۳۱۶۔ ۴۴۳۱۷۔ ۴۴۳۱۸۔ ۴۴۳۱۹۔ ۴۴۳۲۰۔ ۴۴۳۲۱۔ ۴۴۳۲۲۔ ۴۴۳۲۳۔ ۴۴۳۲۴۔ ۴۴۳۲۵۔ ۴۴۳۲۶۔ ۴۴۳۲۷۔ ۴۴۳۲۸۔ ۴۴۳۲۹۔ ۴۴۳۳۰۔ ۴۴۳۳۱۔ ۴۴۳۳۲۔ ۴۴۳۳۳۔ ۴۴۳۳۴۔ ۴۴۳۳۵۔ ۴۴۳۳۶۔ ۴۴۳۳۷۔ ۴۴۳۳۸۔ ۴۴۳۳۹۔ ۴۴۳۳۱۰۔ ۴۴۳۳۱۱۔ ۴۴۳۳۱۲۔ ۴۴۳۳۱۳۔ ۴۴۳۳۱۴۔ ۴۴۳۳۱۵۔ ۴۴۳۳۱۶۔ ۴۴۳۳۱۷۔ ۴۴۳۳۱۸۔ ۴۴۳۳۱۹۔ ۴۴۳۳۲۰۔ ۴۴۳۳۲۱۔ ۴۴۳۳۲۲۔ ۴۴۳۳۲۳۔ ۴۴۳۳۲۴۔ ۴۴۳۳۲۵۔ ۴۴۳۳۲۶۔ ۴۴۳۳۲۷۔ ۴۴۳۳۲۸۔ ۴۴۳۳۲۹۔ ۴۴۳۳۳۰۔ ۴۴۳۳۳۱۔ ۴۴۳۳۳۲۔ ۴۴۳۳۳۳۔ ۴۴۳۳۳۴۔ ۴۴۳۳۳۵۔ ۴۴۳۳۳۶۔ ۴۴۳۳۳۷۔ ۴۴۳۳۳۸۔ ۴۴۳۳۳۹۔ ۴۴۳۳۳۱۰۔ ۴۴۳۳۳۱۱۔ ۴۴۳۳۳۱۲۔ ۴۴۳۳۳۱۳۔ ۴۴۳۳۳۱۴۔ ۴۴۳۳۳۱۵۔ ۴۴۳۳۳۱۶۔ ۴۴۳۳۳۱۷۔ ۴۴۳۳۳۱۸۔ ۴۴۳۳۳۱۹۔ ۴۴۳۳۳۲۰۔ ۴۴۳۳۳۲۱۔ ۴۴۳۳۳۲۲۔ ۴۴۳۳۳۲۳۔ ۴۴۳۳۳۲۴۔ ۴۴۳۳۳۲۵۔ ۴۴۳۳۳۲۶۔ ۴۴۳۳۳۲۷۔ ۴۴۳۳۳۲۸۔ ۴۴۳۳۳۲۹۔ ۴۴۳۳۳۳۰۔ ۴۴۳۳۳۳۱۔ ۴۴۳۳۳۳۲۔ ۴۴۳۳۳۳۳۔ ۴۴۳۳۳۳۴۔ ۴۴۳۳۳۳۵۔ ۴۴۳۳۳۳۶۔ ۴۴۳۳۳۳۷۔ ۴۴۳۳۳۳۸۔ ۴۴۳۳۳۳۹۔ ۴۴۳۳۳۳۱۰۔ ۴۴۳۳۳۳۱۱۔ ۴۴۳۳۳۳۱۲۔ ۴۴۳۳۳۳۱۳۔ ۴۴۳۳۳۳۱۴۔ ۴۴۳۳۳۳۱۵۔ ۴۴۳۳۳۳۱۶۔ ۴۴۳۳۳۳۱۷۔ ۴۴۳۳۳۳۱۸۔ ۴۴۳۳۳۳۱۹۔ ۴۴۳۳۳۳۲۰۔ ۴۴۳۳۳۳۲۱۔ ۴۴۳۳۳۳۲۲۔ ۴۴۳۳۳۳۲۳۔ ۴۴۳۳۳۳۲۴۔ ۴۴۳۳۳۳۲۵۔ ۴۴۳۳۳۳۲۶۔ ۴۴۳۳۳۳۲۷۔ ۴۴۳۳۳۳۲۸۔ ۴۴۳۳۳۳۲۹۔ ۴۴۳۳۳۳۳۰۔ ۴۴۳۳۳۳۳۱۔ ۴۴۳۳۳۳۳۲۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۔ ۴۴۳۳۳۳۳۴۔ ۴۴۳۳۳۳۳۵۔ ۴۴۳۳۳۳۳۶۔ ۴۴۳۳۳۳۳۷۔ ۴۴۳۳۳۳۳۸۔ ۴۴۳۳۳۳۳۹۔ ۴۴۳۳۳۳۳۱۰۔ ۴۴۳۳۳۳۳۱۱۔ ۴۴۳۳۳۳۳۱۲۔ ۴۴۳۳۳۳۳۱۳۔ ۴۴۳۳۳۳۳۱۴۔ ۴۴۳۳۳۳۳۱۵۔ ۴۴۳۳۳۳۳۱۶۔ ۴۴۳۳۳۳۳۱۷۔ ۴۴۳۳۳۳۳۱۸۔ ۴۴۳۳۳۳۳۱۹۔ ۴۴۳۳۳۳۳۲۰۔ ۴۴۳۳۳۳۳۲۱۔ ۴۴۳۳۳۳۳۲۲۔ ۴۴۳۳۳۳۳۲۳۔ ۴۴۳۳۳۳۳۲۴۔ ۴۴۳۳۳۳۳۲۵۔ ۴۴۳۳۳۳۳۲۶۔ ۴۴۳۳۳۳۳۲۷۔ ۴۴۳۳۳۳۳۲۸۔ ۴۴۳۳۳۳۳۲۹۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۰۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۔ ۴۴۳۳۳۳۳۴۔ ۴۴۳۳۳۳۳۵۔ ۴۴۳۳۳۳۳۶۔ ۴۴۳۳۳۳۳۷۔ ۴۴۳۳۳۳۳۸۔ ۴۴۳۳۳۳۳۹۔ ۴۴۳۳۳۳۳۱۰۔ ۴۴۳۳۳۳۳۱۱۔ ۴۴۳۳۳۳۳۱۲۔ ۴۴۳۳۳۳۳۱۳۔ ۴۴۳۳۳۳۳۱۴۔ ۴۴۳۳۳۳۳۱۵۔ ۴۴۳۳۳۳۳۱۶۔ ۴۴۳۳۳۳۳۱۷۔ ۴۴۳۳۳۳۳۱۸۔ ۴۴۳۳۳۳۳۱۹۔ ۴۴۳۳۳۳۳۲۰۔ ۴۴۳۳۳۳۳۲۱۔ ۴۴۳۳۳۳۳۲۲۔ ۴۴۳۳۳۳۳۲۳۔ ۴۴۳۳۳۳۳۲۴۔ ۴۴۳۳۳۳۳۲۵۔ ۴۴۳۳۳۳۳۲۶۔ ۴۴۳۳۳۳۳۲۷۔ ۴۴۳۳۳۳۳۲۸۔ ۴۴۳۳۳۳۳۲۹۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۰۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۔ ۴۴۳۳۳۳۳۴۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۵۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۶۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۷۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۸۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۹۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۰۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۱۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۲۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۳۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۴۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۵۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۶۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۷۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۸۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۹۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۰۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۱۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۲۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۳۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۴۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۵۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۶۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۷۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۸۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۹۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۰۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۲۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۔ ۴۴۳۳۳۳۳۴۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۵۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۶۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۷۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۸۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۹۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۰۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۱۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۲۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۳۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۴۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۵۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۶۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۷۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۸۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۹۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۰۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۱۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۲۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۳۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۴۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۵۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۶۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۷۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۸۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۹۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۰۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۲۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۔ ۴۴۳۳۳۳۳۴۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۵۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۶۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۷۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۸۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۹۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۰۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۱۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۲۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۳۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۴۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۵۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۶۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۷۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۸۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۹۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۰۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۱۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۲۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۳۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۴۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۵۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۶۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۷۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۸۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۹۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۰۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۲۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۔ ۴۴۳۳۳۳۳۴۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۵۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۶۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۷۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۸۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۹۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۰۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۱۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۲۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۳۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۴۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۵۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۶۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۷۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۸۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۹۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۰۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۱۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۲۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۳۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۴۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۵۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۶۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۷۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۸۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۹۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۰۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۲۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۔ ۴۴۳۳۳۳۳۴۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۵۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۶۔ ۴۴۳۳۳

کرتے ہیں وہ بھی کرتے ہیں یہ کون کرتا ہے یہ قوم پرست کرتے ہیں یا سرور خان۔
مولانا عبد الواسع : یہ ڈاکٹر کلیم اللہ کرتے ہیں۔
جناب ڈپٹی اسپیکر : آپ تشریف رکھیں۔

مولانا عبد الواسع : سرور خان بیچارہ جو ہے اس بیچارے کو تو اسی سے سزا ملا
ہے کہ انہوں نے شاعر کوئی ایک دو تین حق کی بات کی اب ان کی وزارت سیاسی امور
ہے وزارت سیاسی امور کوئی چیز ہے یہ جو دونوں کرتا ہے یہ ڈاکٹر کلیم اللہ کرتا ہے۔
مسٹر عبد اللہ خان بابت : (وزیر) پوائنٹ آف آرڈر سرور خان بیچارے
نے تو آپ کی خاطر کیا پیشیں میں اس کی سزا اس نے بھگت لی اب سرور خان بیچارہ کیسے
لین پر آیا ہے ایسا خاموش ہے جب بھی وہ بولے گا انشاء اللہ وہی انجام ہو گا۔

مولانا عبد الواسع : جناب اسپیکر انہوں نے حق کا ساتھ جو دیے دیا تو انہوں
نے ان کو یہ سزا دیا تو حق والوں کو ضرور سزا ملے گا جناب اسپیکر اس معاشرے میں اور
اس دور میں حق کے ساتھ دینے والوں کو ضرور سزا ملے گا اس سے پہلے جو وہ حق کے
ساتھ نہیں دے رہا تھا تو ان کو ہر وقت سی ایڈڈ ڈبلیو ملتا تھا اور بہت اس سے مزے لے
رہے تھے تو جناب اسپیکر اب جب سی ایڈڈ ڈبلیو بی ایڈڈ آر نہیں مل رہا تو یہ اس کو حق
کے ساتھ دینے کی سزا مل رہی ہے تو جناب اسپیکر اگر بابت اور کلیم نے بھی حق کے
ساتھ دے دیا اور یہ واضح کرو دیا کہ ہم قوم پرستوں کے لئے۔

ڈاکٹر کلیم اللہ خان : (وزیر) جناب اسپیکر حق کے ساتھ بے نظیر کے ساتھ یہ
دے رہا ہے یا ہم دیئے رہے ہیں کل تک جب وہ کہ رہے تھے کہ جب ایک زناہ برسر

اقدار ہو جو کے نماز میں خطبہ کیوں کہ ہادشاہ کے نام سے پڑھا جاتا ہے وہ نہیں پڑھا
جائے گا اور کوئی بھی لیدھی امامت نہیں کر سکتی یہی ان کا فتوی ہے اب میں تفصیل میں

نہیں جاتا کہ اس کی کیا قیمت وصول کر رہے ہیں اور کیا قیمت مل رہی ہے میں اس میں
نہیں جانا چاہتا اسی پر اتنا پ کرتے ہیں دو غلی پالیسی آپ کر رہے ہیں یا پشوختگواہ کر رہی
ہے اور ہم پر جو عذاب نازل ہے وہ آپ کے ۷۲ سے ابھی تک حکومت کی وجہ سے
صرف آپ کی وجہ سے ہم وہی بلا کے سامنے ہیں۔

مولانا عبدالواسع : جناب ڈاکٹر کلیم اللہ صاحب تو ڈاکٹر کلیم اللہ صاحب تو
ڈاکٹر ہیں وہ بھارہ نہیں سمجھتا ہے ایک مادرہ ہے کہ ایک آدمی نے سنا تھا کہ خون سے
وضو نوت جاتا ہے تو اس بھارے نے سنا ہے جب اس نے بڑے پائے خانے کی طرف
ایک نظر دیکھا تو اس میں ایک ایسا سرخ لکیر تھا ایسا سرخ لکیر تھا تو مولانا صاحب کے
پاس آیا کہ مولوی میرے پائے خانے میں کوئی ایسا نرم سرخ لکیر تھا تو اس سے وضو
نوٹ جائے کا یا نہیں تو انہوں نے کہا جناب اگر اتنی بڑی نہیں سے آپ کی وضو نوت
نہیں جاتا تو اس سرخ لکیر سے بھی نہیں ٹوٹتا تو جناب اپنے ہم کلیم صاحب کی خدمت
میں اور جعفر صاحب کی خدمت میں یہ گزارش کرتے ہیں کہ بے نظیر نے سرخ۔ (شور)

مسٹر عبداللہ باہت : (وزیر) پرانی آف آرڈر جناب اپنے ہم میں اس دن
بھی تجویز ہیں کی تھی یہ جو ابھی اسمبلی روپر بھی ہے ابھی ہم لوگوں کی اردو بہت کمزور
ہے ہماری اردو قواب مولانا جو مثال پیش کر رہے ہیں ابھی ہم لوگ شقی ہو گئے کہ اس کا
مطلوب ہے اور یہ ابھی پتہ نہیں ہے وہ تو اپنے زبان میں بات کر رہے ہیں جیسے بلڈوزر
اٹارٹ ہوتا ہے ان میں جو ذرا بیور بیٹھا ہوتا ہے اس کو خود سمجھ نہیں آتا کہ آگے سے
کیا ہو رہا ہے اب یہ سہنافی کریں یہ پتوں میں سمجھائیں یہ غیر پارلمانی الفاظ اسمبلی میں
استعمال نہیں ہونا چاہئے یہ مخلط چیز ہے یہ اخلاق کے اندر ہونا چاہئے پھر وہاں پر صوم و
صلوٰۃ کی بات کرتے ہیں وہاں پر یہ لوگ جو ہیں یہاں پر جو یہ باتیں کر رہے ہیں یہ وہ اور

کریں وہاں پر جو ہمارا حق ہے سب کا اس کے ساتھ کریں یہاں کیا ہیں۔

مولانا عبد الواسع : جناب اسٹیکر یہ برا نکام جو انگریزوں فرنگیوں کا نکام یہ سرداروں نوابوں نے جوان کو تحفظ دیا ہے اور یہ نکام جب تک آپ پر مسلط ہو گا تو یہ بینظیر کا نکام اچھا ہو یا برا ہو کیا فرق پڑتا ہے اس میں جناب اسٹیکر یہ جوان کا شوق ہے کہ اقتدار جمیت العلماء اسلام کے کندھوں پر حاصل ہو جائے لیکن بھی بھی اس کا یہ شوق پورا نہیں ہو گا جمیت العلماء اسلام اس وقت تک تحریک نہیں چلانیں گے جب حکومت آپ کو ملے گا۔ (شور)

مسٹر جعفر خان مندو خیل : (وزیر) ہماری تو پوری نہیں ہوئی ہے بینظیر کا پورا ہو گیا ہے جمیت العلماء اسلام کے کندھوں پر ان کو اقتدار مل گئی ہے ابھی بھی اس کا بوجہ جمیت العلماء اسلام کے کندھوں پر ہے۔

مولانا عبد الواسع : جناب اسٹیکر بینظیر کو نہ ہم دوست دیا ہے نہ بینظیر نے ہمیں لایا ہے بینظیر کو اس لوگوں نے جب ان لوگوں کی اسمبلی میں اکثریت تھی تو ہم نے ان سے کہہ دیا تھا کہ اسی سے یہ مل پاس کروں یہ قرار داوپاس کر دیں کہ آئندہ لمحہ کا سربراہ عورت نہیں ہو سکتی لیکن ان لوگوں نے اپنے آقاوں کی وجہ سے فرنگیوں کی وجہ سے انگریزوں کی وجہ سے وہ یہ قانون پاس نہیں کر سکتے تھے کیونکہ مل کلشن اور امریکہ ان کو کہتا تھا کہ یہ قانون پاس نہ کریں تو جناب اسٹیکر یہ بھی ان لوگوں کی وجہ سے آئی ہے ہمارے وجہ سے نہیں آئی ہے۔

مسٹر عبد اللہ بابت : (وزیر) جناب اسٹیکر صاحب وہ انگریزوں کی جو دہ لٹکے اس میں سرداروں کے علاوہ ملاویوں کے بھی نام ہیں اس میں علماء سوکے بھی کچھ نام ہیں۔

مولانا عبد الواسع : نہیں نہیں یہ خان شامل ہیں جو آج آپ کی سربراہی کرتے ہیں یہ خان شامل ہیں لیکن یہ بوث جو پاٹ کر رہے تھے مل کلشن شامل نہیں ہے

اس چیز میں جناب امیرکاریخ دیکھیں انگریزوں کو نکالنے کے لئے علماء نے جو قربانیاں
دی ہیں۔

ڈاکٹر کلیم اللہ خان : (وزیر) مولانا صاحب بجٹ پر تقریر کریں مولانا صاحب
جو کچھ کہنا چاہتے ہیں مروائی کریں یہ ذاتی چیزیں چھوڑ دیں اچھا نہیں لگتا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : نحیک ہے تشریف رکھیں ڈاکٹر صاحب مولانا صاحب بجٹ
کے حوالے سے۔

مولانا عبد الواسع : نحیک ہے بجٹ کے حوالے سے توجہ کے حوالے سے
میں ڈاکٹر صاحب کے نوش میں یہ بات لانا چاہتا ہوں تاکہ عوام کو دھوکہ نہ دے سکے
اس وجہ سے میں نے یہ بات کی جناب امیرکاریخ میں جو اپوزیشن سے تعلق رکھتے
ہیں ان ڈسڑک کو نظر انداز کیا ہوا ہے جناب امیرکاریخ خاص کریں اعلیٰ قلم سيف اللہ
جو میرا حلقہ انتخاب ہے اور میں یہ کہتا ہوں کہ وہ اتنا پسمندہ علاقہ ہے کہ اُنی پارٹی کے
سربراہوں نے جواب ان کی قیادت کر رہے ہیں تو 45 سال سے اس کو اتنا پسمندہ رکھا
گیا ہے میں گیا تھا ابھی تک ان کو پینے کا پانی بھی نہیں مل رہا ہے پینے کا پانی حاصل نہیں
ہے جناب امیرکاریخ پورے بلوچستان کا پسمندہ صوبہ اگر سمجھا جائے تو یہ قلم سيف اللہ
فلح ہے تو جناب امیرکاریخ اس مرتبہ بھی اس بجٹ میں قلم سيف اللہ کے لئے ایک پانی
بھی نہیں رکھا گیا ہے جناب امیرکاریخ کتنی افسوس کی بات ہے اگر یہ حکومت کہتا ہے کہ
ہم پسمندگی کے حوالے سے لوگوں کو پیسے دیتے ہیں اور ڈسپلینمنٹ کے حوالے سے لوگوں
کو پیسے دیتے ہیں تو کیا اس پورے فلح قلم سيف اللہ کو پانی، گیس، بجلی اور روڈسپ
حاصل ہو چکے ہیں اسی وجہ سے ان لوگوں نے یہ نہیں دیا یا اس وجہ سے کہ اس علاقے
کا جو نمائندہ ہے یا اس علاقے کا جو ممبر ہے وہ حزب اختلاف سے تعلق رکھتا ہے اگر
اس حوالے سے ہے تو شاید ڈاکٹر کلیم اللہ صاحب کے خون میں کچھ جذبہ آنا چاہئے تھا کہ
ایک طرف اگر یہ حزب اختلاف کے لوگ ہیں تو دوسری طرف وہاں پشتوں رہتے ہیں

وہاں پتوں پسندگی کی زندگی گزارتے ہیں تو جناب اپنے ان کے خون میں یہ جذبہ نہیں
آتا ہے کیونکہ اگر وہ سکتے ہیں تو وہ بکھر رہے ہیں کہ شاید اس بدالے میں میری کرسی نہ
چائے تو جناب اپنے سچے سال اس معزز ایوان میں اس وزیر خزانہ صاحب نے اپنے
بجٹ تقریر میں جو انٹر کانٹر کیا تھا اور اس انٹر کانٹر پر مردانہ صاحب اور
پتوں خواalon کا ایک دوسرے کے ساتھ لٹائی تھا جب میں نے پی ایس ڈی پی میں دیکھا
جناب اپنے ایک پاکی بھی اس کے لئے نہیں رکھا گیا تھا جناب اپنے اگر ہے تو جعفر
خان صاحب بتائیں اگر نہیں ہے تو اس سال جو انہوں نے اعلان کیا تھا سچے سال کی
بجٹ میں پھر اس دونوں کے درمیان بھاگ دوڑتھی کسی نے کہا کہ میں نے منظور کیا ہے
دوسرے نے کہا کہ میں نے منظور کیا ہے تو اس سال کیوں اس کے لئے کوئی پاکی نہیں
رکھا گیا ہے تو جناب اپنے سچے سال کا منظور شدہ کانٹر اس سال اس کے لئے کوئی پیسہ
نہیں رکھا گیا ہے کس چیز کا سزا دیئے رہا ہے اس حلقة کو جناب اپنے اس حوالے سے
ہم اس بجٹ کو غیر متوازن بجٹ سمجھتے ہیں اور میں یہ کہتا ہوں کہ اس بجٹ میں جو
خامیاں ہیں اس کی نشاندہی اپوزیشن کی ساتھیوں نے کی یا وہاں حکومت نے جیسے سرور
خان صاحب اور ڈاکٹر کلیم صاحب نے اگرچہ انہوں نے ول کی گمراہیوں سے تو نہیں کی
لیکن دکھانے کے طور پر انہوں نے کہی ہم اس کو بھی مانتے ہیں لیکن جو انہوں نے
نشاندہی کی تو آخر میں یہ گزارش کرتا ہوں جعفر خان صاحب سے کہ وہ عزت نفس کا
مسئلہ نہ سمجھیں اس بجٹ میں جو خامیاں ہیں اور جن ساتھیوں نے ان کی نشاندہی کی وہ
خامیاں کمال کر کے پھر بجٹ کو پاس کروں اگر یہ اصلاح ہو جائے تو پھر شاہد ایک
دوسرے پر اعتماد بھی کر سکتے ہیں اور لوگوں پر احسان بھی کر سکتے ہیں اگر اس طرح نہیں
ہوا تو پھر میرے خیال میں اس پر بجٹ پر تقریر کرنا اگر ڈاکٹر کلیم بھی چوڑی تقریر کرتے
ہیں تو بھی ٹوکی فائدہ نہیں ہو گا اگر ہم کرتے ہیں تو بھی کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔

(وآخر دعوانا الحمد لله رب العالمين)

جعفر خان مندو خیل : (وزیر) پرانگ آف آرڈر کوئی تجویز اگر مولانا صاحب دیں تو اس میں دیکھیں گے یہ بحث تجویز بھی اسی وجہ ہوتا ہے کہ

جناب ڈپٹی اسپیکر : جعفر خان صاحب ذرا سین۔

سردار محمد طاہر خان لوئی : (وزیر) جناب اسپیکر میں مولانا صاحب سے ذرا یہ پوچھتا چاہتا ہوں کہ یہ سرداروں اور نوابوں کے ساتھ آپ کی بڑی دوستی ہے بحث تو آپ کا پتو نخواں والوں کے ساتھ قادر میان میں آپ نواب اور سروار لے آتے ہیں یہ کیا وجہ ہے اچھا نہ سردار نے آپ کے ساتھ بحث کیا ہے نہ نواب نے آپ کے ساتھ بحث کیا ہے۔

مولانا عبد الواسع : پرانگ آف آرڈر سرداروں اور نوابوں میں کوئی صالح لوگ شاہد ہوتے ہیں جیسے طاہر صاحب وہ سردار اور نواب جو پتو نخواں کی قیادت آج کل کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔

سردار محمد طاہر خان لوئی : (وزیر) مولانا صاحب آپ نے کماکہ خیاکی موت میں ہمارا سب سے بڑا ہاتھ ہے کیا یہ جائز آپ لوگوں نے اڑا دیا تھا۔

مولانا عبد الواسع : جناب اسپیکر خیاء کی موت میں میں نے نہیں کہا خیاء کی حکومت غتم کرنے اور ان کے خلاف تحریک چلانے میں سب سے بڑا ہاتھ ہمارا تھا اور ہمارے سردار پر اگر تم نہیں ہوئے تو خیاء الحق اب تک آپ پر مسلط ہوتا جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : سردار سترام سنگھے دو کی صاحب سردار صاحب آپ مختصر بولیں سمجھیں یا؟

مختصردار سترام سنگھے دو کی : جناب والا! میں مختصر بولوں گا جناب والا اس بحث پر آج بحث جاری رہے۔ بہت سارے دوستوں نے معزز میران صاحبان نے اس

بجٹ پر بحث کی ہے اور کچھ اور بھی بولیں گے میں آپ کا وقت نہ لیتے ہوئے منظر عرض کروں گا۔ جناب اپنکر صاحب جناب قائد ایوان ست سریا کال۔ جناب اپنکر صاحب! بجٹ 1996ء پر عام بحث جاری ہے میں بھی اپنے موضوع کے الہام کا خیال کرنے سے قبل عوام کے تاثرات اور جذبات کی عکاسی کی کوشش کروں گا اور صوبائی بجٹ سے پہلے وفاقی بجٹ پر بھی بولوں گا۔ جناب اپنکر وفاقی حکومت نے بلوچستان کو پسمندہ کرنے میں کوئی کثرت نہیں چھوڑی ہے۔ جناب والا آج ہم موجودہ حالات کی طرف دیکھیں تو اس وقت غیر سیاسی غیر جموروی فضای قائم کردی گئی ہے صوبے میں علاقائی قبائلی اور غیر جموروی کلچر اور سیاسی رشوتوں کا بازار گرم ہے۔ سیاسی رشوتوں کو بازار گرم کر کے حالات بہت خراب کر دیتے گئے ہیں۔ جناب اپنکر منگانی اپنے عروج پر پہنچ چکی ہے جیکوں کے نئے نظام نے عوام کی کرم خیدہ کر دی ہے اس قوی بجٹ کے بعد غربت میں اضافہ ہو گا جناب اپنکر گروہ مہاراج کرپاکرے لگا یہ ہے نہ غربت رہے گی نہ غریب۔ ہماری اقلیتیں جن کا پیشہ تجارت اور سرکاری ملازمتیں ہیں وہ بھی آج اس بجٹ سے پیدا ہونے والے اثرات سے دور نہیں رہ سکتے ہیں جناب اس سارے بجٹ کا مطالعہ کرنے کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ ہم اقلیتوں کے لئے اس بجٹ میں کوئی پہنچی کوڑی نہیں رکھی گئی ہے جبکہ اس سر زمین کی اس ملک کی اس صوبے کی سیوا میں کسی طبقہ ہم پہنچے نہیں ہے جناب اپنکر میری تجویز ہو گی کہ اقلیتوں کے لئے ایک مخصوص برکھی جائے تاکہ ہم اپنے بے گمراہی خاندان کے لئے کالونیاں بنائیں غریب اور نادار بچوں کو دلخیفہ دے سکیں۔ اور پیاواؤں کی خاطر خواہ مدد کر سکیں اور خواہش مند یا تریوں کو یا تراپر بھوکسکیں۔ میں اس بجٹ کی تقریر کے حوالے سے اس نام صوبہ بلوچستان میں بے شمار گروہوارے جو متروکہ وقف بورڈ کے قبیلے میں ہیں ان کو داگزار کر کے ہمارے حوالے کئے جائیں تاکہ ہم اپنے باقاعدہ طور پر ان کو سنبھال کر اپنے پوچھا پاٹ کے استعمال میں لاسکیں اور ساتھ ساتھ جناب آپ کے توسط سے میری گزارش

ہے کہ صوبہ بلوچستان سے ہمارے سکھ یا تریوں گردوارہ پنج صاحب گردوارہ نکانہ صاحب ہر سال میلے پر جاتے ہیں لیکن دہاں پر ان کے لئے رہائش کے لئے کوئی سولت میر نہیں ہے یہ بھی مرکزی حکومت کا فرض بتتا ہے یا تریوں کو ہر قسم کی سولت میر کی جانی چاہئے۔ کیونکہ تجھ آدم کیونکہ جب انسان بھوک اور افلاس کی زد میں جاتا ہے تو اخلاقی حدود کو عبور کرتا ہے جناب اسیکر افلاط کی جادو گری مقندر ٹولے نے عوام کا مزید یقین نہ رہا جناب اسیکر جماں تک صوبائی بحث کا تعلق ہے تو صوبائی بحث یہ خارے کا بحث ہے ایک مملکت اور اسٹیٹ کی ذمہ داری ہونی چاہئے کہ وہ اس پر گامزن نہ ہوں کہ قوم مزید خاروں میں چلی جائے۔ جناب اسیکر گر لگتا یوں ہے قوم اور ملک کی بجائے حکمران طبقے کو صرف اپنے پیٹھی مدنظر ہے غیر ترقیاتی اخراجات میں لگاہ جاتی ہے تو ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ ہم روز بروز پہنچے کی طرف جا رہے ہیں آج عوام کی ترقی للاح و بہود نہیں ہے اور کافردوں میں محدود ہے دانتہ طور پر بلوچستان اور بلوچستانیوں کے ساتھ ایک ظلم کا روپیہ اپنا بیا جا رہا ہے بے روزگاری کو کم کرنے کی بجائے اس پر اضافہ ہو رہا ہے۔ صحت اور تعلیم کی سوتیں نہ ہونے کے برابر ہیں جناب اسیکر پہنچنے کا پانی میر نہیں ہے ذرا تھ مواصلات بالکل ختم ہونے کے ہیں۔ ترقی کے نام پر کدوں روپے کھائے جا رہے ہیں۔ ان تمام محرومیوں اور مایوسیوں میں ہم اپنے آپ کو گمراہوا محسوس کر رہے ہیں۔ اور میری یہ بھی تجویز ہے کہ بختیار آباد تا لمبڑی روز بالکل ختم ہو چکا ہے اس کو از سر نہ بنا جائے کیونکہ آنے جانے میں لوگوں کو پریشانی کا سامنا ہے میں آخر میں آپ کے توسط سے قائد ایوان سے اور صوبائی وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ صوبائی اسمبلی کے ملازمین کو ہر سال کی طرح ایک بونس تنخواہ دی جائے اور میں اپنی تقریر ختم کرتے ہوئے ایک شعر عرض کروں گا۔

نہ تم بدلتے نہ ہم بدلتے نہ انداز جماں بدلا

میں کیوں کر اختبار انقلاب آسمان کرلوں؟

شکریہ جناب

جناب ڈپٹی اسپلکر : شکریہ سردار صاحب۔

اب اسمبلی کی کارروائی مورخہ 24 جون ۹۶ء صحیح گیارہ بجے تک کے لئے نتیجی
کی جاتی ہے۔

(اسملی کی کارروائی دونج کر پختیں مش پر مورخہ 24 جون ۹۶ء صحیح گیارہ بجے تک
کے لئے نتیجی ہو گئی)